SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday, June 19, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty five minutes past ten in the morning with Mr. Acting Chairman (Mr .Khalil-ur-Rehman) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و جزٰؤا سیئة سیئة مثلها فمن عفا و اصلح فاجره علی الله انه لا یحب
الظّٰلمین۝ و لمن انتصر بعد ظلمه فاولئک ما علیهم من سبیل ۝ انما السبیل علی الذین
یظلمون الناس و یبغون فی الارض بغیر الحق اولئک لهم عذاب الیم۝ و لمن صبر و
غفر ان ذلک لمن عزم الامور۝

ترجمہ: اور برائی کا بدلہ تو اسی طرح کی برائی ہے مگر جو درگزر کرے اور (معاملے کو) درست کر دے تو اس کا بدلہ خدا کے ذمے ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۝ اور جس پر ظلم ہوا ہو اگر وہ اس کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کچھ الزام نہیں ۝ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی

لوگ ہیں جن کو تکلیف دینے والا عذاب ہو گا۝ اور جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو یہ ہمت کے کام ہیں۝ (آل عمران : ۱۸۲)

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Acting Chairman: Bismillah-ir-Rehman-ir-Rahim. Leave Applications.

جناب محمد اکرم نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت کی درخواست منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سید مراد علی شاہ نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 18 اور ۱۹ جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت کی درخواست منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: مولانا گل نصیب خان ملک سے باہر ہیں اس لیے انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت کی درخواستمنظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ، وزیر برائے پانی و بجلی نے اطلاع دی ہے کہ وہ گلگت سرکاری دورے پر جا رہے ہیں اس لیے آج 19 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ آئٹم نمبر 2۔ جی رخسانہ زبیری صاحبہ۔

POINT OF ORDER

RE: A SENIOR LADY HIGH COURT JUDGE BE APPOINTED AS A JUDGE OF THE SUPREME COURT.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Thank you sir! I would like to draw your attention.

کہ بہت ہی بڑا injustice gender کی بنیاد پر ہوا ہے جو میں سمجھتی ہوں کہ کاری سے بھی زیادہ ہے۔ کسی خاتون کے professional credits اور جو merits ہیں، ایک خاتون جو High Court کی جج ہیں اور qualify کرتی تھیں کہ Chief Justice بنیں، دو سال پہلے ان کی seniority ignore کرکے انہیں Chief Justice نہیں بنایا گیا۔ میں سمجھتی ہوں یہ gender discrimination کی بدترین مثال ہے اور ابھی وقت ہے کہ اس discrimination کو اور اس wrong set up کو ٹھیک کیا جا سکے کیونکہ وہ qualify کرتی ہیں to be the Supreme Court Judge اور Supreme Court Judge کی 6 vacancies exist کرتی ہیں for the last six months اور جناب 22000 مقدمات pending ہیں وہاں پر and she is going to retire and this means that already 56 years ہو چکے ہیں کہ پاکستان میں ایک خاتون کو merit ملنے والا تھا۔ آپ کو پتا ہے یہ پہلی دفعہ High Court کے Judges جو appoint کیے تھے وہ محترمہ بینظیر بھٹو کی حکومت کے زمانے میں تینوں High Courts میں appoint ہوئے تھے اور اب کوئی بھی خاتون اس وقت High Court میں نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے Supreme Court کا جج کسی خاتون کے بننے کے لیے ہمیں مزید 30 سال تک انتظار کرنا پڑے گا۔

So, sir, I would say in strongest term before she retires something is done and immediate measures should be taken because this is very serious and

I am sure میری بہنیں جو اس طرف بیٹھی ہیں یہ اس سلسلے میں پورا پورا ساتھ دیں گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں یہ point of order بنتا تو نہیں ہے۔ یہ point of order بالکل نہیں بنتا۔

Can I talk please. I will give you chance Mr. Abbasi.

تو یہ بنتا نہیں ہے کیونکہ یہ ایک تو personal nature کا ہو گیا ہے۔

You see it is asking about a person. There is one individual involved. Look

. I have allowed here to speak'. she is a Senator. it has gone on record but I can't do anything about it. It is a point of order. it does not have to be answered as simple as that.

اب آپ فرمائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! دیکھیں۔ یہ بہت important issue ہے جو اٹھایا گیا ہے اور یہ عدلیہ کی آزادی کے لیے بھی ایک بہت important issue ہے۔ اس سے جناب malafide تاثر ملتا ہے۔ Supreme Court میں اس وقت 17 کی strength ہے اور 17 کی strength کی جگہ اگر میں غلط نہیں کہوں گا تو 12 جج کام کر رہے ہیں اور صرف اس وجہ سے promotions نہیں کی جا رہی ہیں کیونکہ particular کسی individual کو favour کرنا ہے اور particularly کسی کو ooze کرنا ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر کوئی چیز ہونی ہے تو merit پر ہونی چاہیے، کوئی چیز سامنے نظر آنی چاہیے۔ کیا آپ اس انتظار میں ہیں کہ فلاں فلاں retire ہوجائے یا فلاں فلاں کو ہم نے High Court سے نہیں نکالنا۔ تو جناب! یہ جو pick and choose کی پالیسی ہے یہ حکومت کی پالیسی ہے۔ جناب! میں ختم کر رہا ہوں، صرف پانچ سیکنڈ اور میں ختم کر رہا ہوں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی لیکن ہم یہ point out کرنا چاہتے ہیں کہ malafide انداز میں اس چیز کو روکا جا رہا ہے۔ Vacancies خالی ہیں، وہاں کوئی promotions نہیں ہو رہی ہیں اور particular judges کے لیے pick and choose کا سلسلہ اختیار کیا جا رہا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Look, I have a better solution for you.

اور رخسانہ صاحبہ! آپ بھی سن لیں۔ You put this in the form of a question. نہیں دیکھیے۔

Can I just finish my sentence.

جب سوال پوچھیں گے تو وزیر صاحب موجود ہوں گے

and he will answer and if it justifies you will do something about it.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the

Opposition): At the time the question comes, she would have long been sitting at home.

مسئلہ یہ ہے کہ it will now take something like 30 years تیس سال اب کسی خاتون کو eligible ہو گی ۔ 30 years sir, just imagine

Mr. Acting Chairman: I got the whole thing but what do you suggest? It has come but what do you do about it.

Senator Mian Raza Rabbani: There is nothing, we can do about it.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: نہیں جناب، we can do ۔ اگر حکومت چاہتی ہے تو ابھی سپریم کورٹ میں پانچ vacancies خالی پڑی ہیں ۔ کل وسیم صاحب یہ گورنمنٹ کے ساتھ take up کیوں نہیں کرتے کہ وہ elevate کیوں نہیں کرتے ۔

Mr. Acting Chairman: No, what we can do?

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میری اطلاع کے مطابق Chief Justice کی summary Law Ministry کے اندر ان vacancies کو پُر کرنے کے لئے پڑی ہوئی ہے ۔ کوئی اس پر action نہیں ہوتا۔ یہ ذمہ داری اٹھائیں ----

جناب قائم مقام چیئرمین: عباسی صاحب! آپ غصے میں تو نہ آئیں، آرام سے بولیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: نہیں جناب! میں غصے میں نہیں ہوں ۔ آرام سے بول رہا ہوں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا بولتے ہی ایسا ہیں ۔ آپ بولتے ہی ایسا ہیں۔

since you can raise the issue, the least I can do that I can ring up. Can you just sit down please? The least, I can do to for ring up the Minister to tell him the situation

جی نگہت آغا صاحبہ فرمائیں -

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا: جناب والا! پہلے تو میں 51% کے ساتھ discrimination کرنے پر گلہ کرتی ہوں کہ انہیں اتنا وقت دے دیا اور ہمیں نظر انداز کر رہے ہیں - میں اسی چیز پر بات کرنا چاہ رہی ہوں - یہ 51% عورتوں کے ساتھ discrimination ہے - وہ بڑی لائق ہے - وہ اگلے چالیس پچاس سال شاید سپریم کورٹ کی جسٹس نہ بن سکے - at least اسے consider تو کرنا چاہیے - یہ بہت زیادتی ہو رہی ہے - جناب !میں اس سلسلے میں صدر صاحب سے مل کر بات کر چکی ہوں - لیکن power یہاں سے ہے - وہ تو میں نے ذاتی طور پر بات کی تھی - power یہاں سے ہے اور یہاں سے endorse ہونی چاہیے کہ atleast اس کو consider کیا جائے -

جناب قائم مقام چیئرمین: بی بی میں نے بتایا دیا ہے، میں فون پر بات کر لوں گا -

(مداخلت)

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جناب، اجازت ہے۔

It is the decision of full bench of the Supreme Court that within one month of the accurrence of vacant seats the same shall be filled down. Now sir, for the last six months, we have six vacant seats in the Supreme Court which are lying vacant and Mrs. Fakhrunnisa Khokhar is the lady judge who is not only eligible....

Mr. Acting Chairman: What is her name?

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Mrs. Fakhrunnisa Khokhar. Mrs. Fakhrunnisa Khokhar, now she has been only remaining lady judge in the four provinces of Pakistan and she would be the first ever lady judge, she could have been the first to be elevated as the Chief Justice of any high court in Pakistan, she has been denied that

right for the last two years, the person junior to her is the Chief Justice because he is a male person. Unfortunately, female...

Mr. Acting Chairman: Thank you.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, again in the Supreme Court, in the history of Pakistan she would be the first ever woman to......

Mr. Acting Chairman: You do not have to plead the case any more, look, I understand.

Senator Sardar Muhammad Latif Khosa: Sir, kindly just one minute. Sir, in the Supreme Court, we have 22,000 cases pending and then light imprisonment cases are fixed before the Supreme Court, a man has been served out the death sentence and gone home and then it is fixed we say, thank you very much sir, justice has been done and death sentence for the last 10 to 12 years, people are languishing in the death cells and their cases are not being decided. It is a question of high public importance in which the Federation is being stiffend and access to just is being denied, justice delayed is justice denied is a well known maxim and a principle of law all over the Globe. Sir, kindly see, if the judges are short for such a long period, the plethora of cases which are pending and piling up and just because if a woman judge.

Mr. Acting Chairman: It is not a point of order, you do not please blow it out of proportion, I have got it and going to say something that in principle, I agree that adequate representation must be given to all women but this is a matter of government to decide and I will talk to the Minister myself and request the Leader of the House that also talk about it to the Minister.

Senator. Wasim Sajjad: I am not going to comment on the ability, I am sure any person who is a High Court judge is an able person and fully competent to serve in the Supreme Court but as far as the appointment of the Supreme Court judges is concerned, it is not wholly with the Federal government. The recommendations for the appointment have to be made by the Chief Justice of Pakistan. When, after the recommendations have been received from the Chief Justice, the Law Ministry forwards those recommendations to the Prime Minister and to the President and according to the judges case which my learned friend has referred to, the opinion of the Chief Justice of Pakistan will always have primacy over other opinions. So, unless the recommendation is received from the Chief Justice of Pakistan asking the Law Minister or the poor Leader of the House or for that matter the Government of Pakistan would be of no avail. So, I think the first step would be to the honourable Member should somehow arrange that the Chief Justice of Pakistan makes a recommendation and if he does then I assure you sir the Government will fully consider the recommendation on its merit.

سینیٹر مہیم خان بلوچ: جناب ایک منٹ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی جی فرمائیں۔

Point of Order

Re: Non-observance of Balochistan Service quota by the Ministry of Communications.

سینیٹر مہیم خان بلوچ: مہربانی۔ جناب چیئرمین! ایک اہم اشتہار مختلف اخبارات میں NHA کی طرف سے سو سے زیادہ پوسٹوں کے سلسلے میں آیا ہے۔ اس میں 16 grade, 17 grade,18 grade کے Officers including 5 and 7 grade خالی آسامیوں کے سلسلے میں آیا ہے۔ اس میں بالکل واضح لکھا گیا ہے کہ صرف پانچ گریڈ اور سات گریڈ تک کی پوسٹوں کا بلوچستان کا کوٹہ اس میں موجود ہے باقی سو سے زیادہ جو دوسرے عہدے ہیں اس میں کسی میں بھی نہ سولہ گریڈ میں نہ سترہ گریڈ میں نہ اٹھارہ گریڈ میں بلوچستان کے لئے کوئی کوٹہ ہے اور یہ بالکل واضح ہے کہ بلوچستان کا رقبہ ملک کے کل رقبے کا 43% ہے۔ اس وقت اس بجٹ میں بھی roads کے حوالے سے بھی زیادہ schemes بلوچستان میں ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ بلوچستان کے ساتھ یک طرفہ طور پر کیوں یہ زیادتی ہو رہی ہے کہ سو سے زیادہ آسامیاں ہیں اور ان سو سے زیادہ آسامیوں میں بلوچستان کو کوئی کوٹہ officers کی آسامیوں میں نہیں دیا گیا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔

دوسری بات، NHA کے حوالے سے بلوچستان میں اس سے پہلے کچھ appointments ہوئی ہیں وہ بھی temporary ہیں اور اب تک کسی کو پانچ سال، کسی کو آٹھ سال، کسی کو دس سال، بارہ سال ہوئے ہیں۔ اب تک ان کو permanent نہیں کیا گیا۔ باقی صوبوں میں کسی بھی صوبے میں کوئی بھی بندہ temporary نہیں ہے سوائے بلوچستان کے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہے، یک طرفہ زیادتی ہے اس کا ازالہ کیا جائے اور اس کا نوٹس لیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Buledi Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب میرا ایک Question تھا اور میں نے

اس سلسلے میں ٹوکن واک آؤٹ بھی کیا تھا NHA کے بارے میں تو اس وقت کے وزیر احمد علی صاحب نے مجھے یقین دہانی کرائی تھی ۔ ابھی وہ چونکہ وزیر نہیں ہیں لیکن وہ خود یہاں موجود ہیں۔ اس وقت ساری اپوزیشن نے ہمارا ساتھ دیا۔ میرا سوال یہ تھا کہ مجھے 17 above اس میں آفیسر کی تعداد صوبہ wise بتائیں۔ بلوچستان Nil تھا ۔ اس پر میں نے واک آؤٹ کیا تھا اور احمد علی صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم اس کا ازالہ کریں گے ۔ ابھی دوبارہ جب مہیم صاحب نے point out کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب یہ آسامیاں دوبارہ آئی ہیں تو آپ سختی سے اس کا notice لیں اور Ministry سے کہیں کہ وہ ہمیں convince کرے۔ یہ ایک صوبے کے ساتھ زیادتی ہم کس حد تک برداشت کریں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو ہمارا ایک ہفتے سے سینیٹ کا اجلاس جاری ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے ایک دن کے لئے بھی گوارہ نہیں کیا کہ ہمارے سینیٹ میں آکر ہماری کارروائی سنیں جبکہ National Assembly میں روزانہ آتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سینیٹ کی توہین ہے۔ آپ ذرا ان کو بتائیں یا خود بھی اس کا notice لیں کہ وہ دونوں ہاؤس کے وزیر اعظم ہیں۔ اگر وہ سینیٹ کو اتنا نظر انداز کریں گے اور -------

جناب قائم مقام چیئرمین: بلیدی صاحب دیکھیں وزیر ہوتے تو میں لڑ لیتا۔ کل میں نے شیخ رشید جیسے آدمی کو منگا لیا۔ اب Prime Minister کو منگانا ذرا میرے لئے مشکل ہے۔ جی بنگزئی صاحب اب آپ بھی کچھ کہیں گے۔ جی فرمائیں۔

Point of Order Re: Restoration of Services by the Supreme Court.

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین صاحب! محترمہ بے نظیر کے دور میں ہمارے بلوچستان سے سوئی سدرن گیس میں 598 بندوں کو بھرتی کیا گیا تھا مگر بدقسمتی کی بات کہ بعد میں محترم نواز شریف آ گئے تو انہوں نے بیک جنبش قلم ان سب کو نوکریوں سے discharge کر دیا اور اس طرح سے وہ آج تک اپنی ملازمتوں سے محروم چلے آرہے ہیں۔

جناب والا! سب سے اہم بات یہ ہے کہ --

جناب قائم مقام چیئرمین: لیاقت صاحب! آپ کی آواز بڑی پیاری ہے لیکن مجھے صحیح سنائی نہیں دے رہی ہے۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی: ہمارے Leader of the House نے ان کا کیس لڑا تھا اور وہ سپریم کورٹ سے جیت گئے تھے لیکن اس پر عمل نہیں ہوا۔ وہ اس وقت بھی Sui Southern Gas کے بر طرف ملازمین کے وکیل ہیں۔ وسیم سجاد صاحب ان کا کیس جیت گئے ہیں لیکن وزارت Natural Resources and Petroleum کی طرف سے ان کی بحالی کے احکامات جاری نہیں ہوئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے، اگر محترم نوریز شکور صاحب، وزیر پٹرولیم یہاں موجود ہوتے تو ان سے یہ سوال ضرور کرتا کہ وہ ان کو بحال کیوں نہیں کر رہے ہیں۔ ان کا یہ اقدام contempt of court کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ ہمیں کوئی تاریخ دینے کے لئے تیار ہیں کہ وہ کب تک ان کو reinstate کر دیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: لیاقت صاحب! دیکھیں، Point of Order جو ہوتا ہے وہ صرف Point of Order ہوتا ہے۔ آپ نے وہ کہہ دیا ہے۔ Nobody is supposed to respond it. If you want an answer, تو پھر آپ سوال پوچھیں یا کوئی Adjournment Motion لائیں۔ طریقہ کار تو یہی ہے لیکن ہم نے یہاں ایک عجیب وتیرہ بنا لیا ہے جو کہ غلط ہے۔ میں آپ کو یہ بتا دوں۔ It is an important issue آپ نے جو کہنا ہے، وہ آپ کہیں لیکن اسے آپ ایک سوال کی صورت میں یہاں پیش کریں۔ یہاں متعلقہ وزیر ہوں گے، وہ اس کا جواب دیں گے۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی: یہاں Leader of the House موجود ہیں، وہ انشاء اللہ ہماری بات کو متعلقہ حکام تک پہنچائیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! آپ یہ دیکھیں کہ Points of Order کیوں بن رہے ہیں۔ اس سلسلے میں بھنڈر صاحب بھی اس دن کہہ رہے تھے۔ جناب والا! Points of Order اس لئے بن رہے ہیں کہ سینیٹ میں جو Motions move ہو رہی ہیں، وہ سب کی سب

چیئرمین صاحب kill کر رہے ہیں۔ ابھی آپ دیکھیں کہ اسی مسئلہ پر، سوئی گیس کے employees کے مسئلہ پر، میں دو دفعہ Call Attention Notice دے چکا ہوں کہ یہ سوئی گیس کے employees ہیں، ان کی contempt of court کی applications بھی ہیں، وہ وہاں پڑی ہوئی تھیں These have been disposed off. اس لئے یہ matter بحث کے لئے ہاؤس میں لائیں تاکہ اس بارے میں وزیر صاحب یہاں آ کر بات کریں کہ اس وقت کیا صورت حال ہے۔ عدالت نے ان مزدوروں کو reinstate کر دیا لیکن محکمہ سوئی گیس ان کو واپس نہیں لے رہا ہے اور یہاں سے ایک stereo جواب آ جاتا ہے کہ that the matter is sub judice and it is pending before the Supreme Court of Pakistan. Sir, for God's sake, even if it is pending before the Supreme Court of Pakistan, let the Minister come in and answer.

یہاں پر جتنے Adjournment Motions اس سیشن کے لئے Democratic Alliance نے جمع کروائے تھے، میری مراد یہ بجٹ سیشن نہیں بلکہ اس سے پہلا سیشن ہے، وہ سب کے سب kill ہو گئے ۔ یہ تقریباً 10-12 Adjournment Motions ہوں گے جو ہم نے پیش کئے تھے۔ ان میں سے ایک Adjournment Motion بھی admit نہیں ہوا۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ ان کے متعلق ہم یہاں Points of Order پر بات نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے۔

. **Mr. Acting Chairman:** Raza Sahib, I agree with you. In fact, first of all, this subject was introduced by Prof Ghafoor Ahmed. I totally agree with you. You see, the adjournment motions which have come to me . I do not think, they have been denied.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I can show you the letters that we have received from the Senate Secretariat.

Acting Chairman: But I am not aware of it.

Senator Mian Raza Rabbani: And some Section Officer writes.

اور وہ اتنا callously لکھتا ہے۔

He quotes Rules which you keep looking for in the Rules Book and those provisions are not there.

Mr. Acting Chairman: Because the last 2/3 Motions which have come to me, I think two have gone through one had a problem, so, I said," Inform the Senator."

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! ہمارے پاس سینیٹ سیکرٹریٹ سے موصول شدہ خطوط کا اتنا بڑا دتھہ ہو گیا ہے--

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ آپ مجھے دکھا دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: یہ خط Adjournment Motions, Notices Questions, Call Attention Resolutions and Privilege Motions سے متعلقہ ہیں۔ where do we go?

Mr. Acting Chairman: Can you do me a favour? Can you bring that *Dathah*.

Point of Order

Re: Honorarium to Police and CDA employees.

Senator Mian Raza Rabbani: Yes I will bring that *Dathah*.

اس کے علاوہ میں ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے last time بھی یہ point raise کیا تھا ۔ اگر honourable Leader of the House متعلقہ حکام کو یہ convey کر دیں کہ جس وقت سارک کانفرنس ہوئی تھی ، اس وقت حکومت کی طرف سے یہ announcement ہوئی تھی کہ پولیس اور CDA کے employees کو ایک ایک مہینے کی تنخواہ in lieu of their additional services دی جائے گی۔

Mr. Acting Chairman: As honorarium.

سینیٹر میاں رضا ربانی جی ! بطور honorarium یہ تنخواہ CDA کے ملازمین کو تو مل گئی ہے لیکن اسلام آباد پولیس کو یہ honorarium ابھی تک نہیں ملا ہے۔ اس لئے میں Leader of the House سے کہوں گا کہ اگر یہ حکومت یا Interior Ministry کو کہے کہ ان کو بھی honorarium دے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: یہاں ہم recommend کر دیں گے لیکن آپ ایسا کیجئے۔ میرا خیال ہے کہ ہماری جو فنانس کمیٹی ہے وہ بھی کام نہیں کر رہی ہے۔ اس میں ان چیزوں کو take-up کرنا چاہیئے اس لیے کہ اس کا کام ہی یہ ہے کہ ہر سیشن کے فوراً بعد meet کرے اور اس سیشن کے دوران جتنے وزراء نے بھی جس جس معاملے میں کوئی assurance دی ہے۔ اسے chase کرے۔ ماضی میں ہم نے کوشش کی تھی کہ ایک مہینے میں کم از کم ان سے written جواب لے لیں۔ تا کہ یہ چیز پھر آگے بڑھے گی۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! assurances کی بات آئی ہے تو یہ میرا subject ہے اس لیے میں عرض کر دوں کہ جہاں تک assurances کا تعلق ہے ہم اس میں پورے vigilant ہیں ہم ہر session میں جتنی بھی assurances آتی ہیں ان کو tabulate کرتے ہیں۔ ہم نے ایک inaugural meeting کی تھی۔ اس میں ہم نے چار issues جو ہیں وہ enlist کیے تھے۔ اس کے متعلق meeting بلائی تھی باقی ہمارے پاس موجود ہیں اور اس کے متعلق ہم vigorously persue کرتے ہیں۔ آپ نے یہ جو آئیٹم فرمایا ہے اس کو بھی دیکھ لیں گے۔ assurance میں ڈال دیں گے اور انشاء اللہ اگلی meeting میں ہم اس کو take-up کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، اسفند یار صاحب،

سینیٹر اسفند یار ولی: جناب چیئرمین! آپ سے ایک request ہے کہ normally budget session کے دوران جب ہم نیشنل اسمبلی میں ہوا کرتے تھے تو نیشنل اسمبلی کا جو سٹاف ہوا کرتا تھا ان کو ایک honorarium دیا جاتا تھا بجٹ سیشن کا، کیونکہ نارمل سے کام

زیادہ ہوتا ہے ۔ آپ سے request یہ ہے کہ یہاں بھی آپ وہ کر دیں تو it will be better.

Mr. Acting Chairman: I think we have the same system. We have a same system and I think we will do it.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب، نہیں ملتے ابھی تک پچھلے بجٹ کا overtime تو مل گیا ہے لیکن session allowance جو ہے وہ ابھی تک نہیں مل رہا ۔ employees کو --

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اس کا نوٹ لے لیں۔ فرحت اللہ بابر کے بعد آپ کی باری ہے - He is standing for a long time. We have just forty five minutes to do all this.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ - جناب چیئرمین! ابھی یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ call attention notices, adjounment motion notices, motions چیمبر میں kill ہو کر ہمارے پاس آجاتی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس---

جناب قائم مقام چیئرمین: لے آئیں۔

Point of Order . Re: SGS Company.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب! مجھے رات کو ہی ایک خط آپ کے office سے ملا میں نے ایک Adjournment Motion جمع کرائی تھی کہ جنرل پرویز مشرف اور کور کمانڈر کراچی پر جو قاتلانہ حملے ہوئے ہیں - اس سے نیشنل سیکورٹی کو درپیش خطرات کے نئے dimensions کا اظہار ہوتا ہے - اس لیے قومی سلامتی کو درپیش خطرات کی جو نئی جہتیں سامنے آئی ہیں ان پر بحث ہونی چاہیئے - تو آپ کے سیکرٹیریٹ سے میرے پاس خط آیا جس میں کہا ہے کہ یہ انتہائی حساس معاملہ ہے - اس لیے تم اس کو بھول جاؤ اور یہ کوئی ایک خط نہیں ہے - میرے پاس ابھی تک ایسے کوئی 18/20 خط جمع ہو گئے ہیں اسی سلسلے میں میں جو point of order پر کھڑا ہوا ہوں وہ بھی اسی لیے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آپ وزیر اعظم صاحب کو نہیں بلا سکتے تو کم از کم وزیر خزانہ صاحب کو بلا لیں جو اس وقت موجود نہیں ہیں - کیونکہ حکومت پاکستان نے، دو ہفتے پہلے CBR نے سوئیزرلینڈ کی ایک کمپنی کے ساتھ custom evaluation

کا ایک معاہدہ کیا ۔ جناب عالی ! آپ کو یہ حیرت ہوگی کہ یہ وہی کمپنی ہے SGS جس پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اس نے 1994 ء میں اور 1995 ء میں جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو pre-shipment inspection contract میں under hand dealing کرکے کرپشن کی تھی ۔ جس کمپنی پر کرپشن کا الزام لگایا گیا تھا۔ اور حکومت پر الزام لگایا گیا تھا ، آج اسی کمپنی کے ساتھ دوبارہ معاہدہ ہوا ہے ۔ میں نے اس پر بھی call attention notice داخل کیا ۔ اس پر بھی مجھے منفی جواب ملا ----

جناب قائم مقام چیئرمین: فرحت اللہ صاحب آپ اتنے حساس سوال کیوں پوچھتے ہیں۔ simple سوال پوچھیں۔ آپ نے سب کو پسوڑی ڈالی ہوئی ہے۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب ! پھر میں یہ عرض کروں گا کہ سوال نہیں پوچھوں گا پھر۔

مینوں اٹاں مارو ، مینوں روڑے مارو
بھانویں بہتے مارو ، بھانویں تھوڑے مارو

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک طریقہ ہوتا ہے سوال پوچھنے کا ، آپ اس کو پیچھے سے آگے پوچھیں ۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب میں نے سوال بھی پوچھے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں ، آپ بڑا direct سوال پوچھتے ہیں ۔ nobody knows how to answer you.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: آپ ان کو طریقہ بتا دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Can I narrate something اگر ایک بکری جو ہے it becomes the state secret تو فرحت اللہ کا سوال اس پر اس قسم کا ہوگا کہ اس بکری کا character بالکل مشتبہ ہو جائے گا اور کوئی شریف بکرا اس سے بات کرنے کو تیار نہیں ہوگا ۔ یہ میں بتا دوں ۔ آپ subject کو اتنا خراب کردیتے ہیں کہ کوئی اس کا جواب ہی نہیں دے گا ۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب! میں نے کیا خرابی کی ہے۔ کم از کم یہ سوال تو خرابی والا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں ٹھیک ہے۔ آپ ایسا کریں کہ آپ اس کو میرے پاس لے آئیں۔ جی عباسی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں آپ کو بہت حساس سوال بتاتا ہوں جو کہ reject ہو گیا ہے۔ میں نے اتنا پوچھا تھا کہ جنوری سے لے کر اب تک وانا میں کتنے مسلح افواج کے ارکان کی موت واقع ہوئی ہے۔ مجھے کہا گیا کہ it is very sensitive subject جو کہ national interest میں نہیں آتا۔ اس لئے آپ کا یہ سوال reject کیا جاتا ہے۔ جناب! فوجیوں کے نام اور تعداد بتانے میں کون سی ایسی national interest کی بات ہے، اگر اتفاق سے وہاں کچھ فوجیوں کی موت واقع ہوئی ہے تو بتا دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بھائی کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ اس لئے ایسا سوال نہ پوچھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! مکمل پردہ داری ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا

last point of order Sanaullah, we have to do this business. you have another point of order. This is becoming House of points of order, you know that we are getting a reputation.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: شکریہ جناب چیئرمین! چونکہ بات ہو رہی ہے کہ questions کو kill کیا جاتا ہے answer نہیں کیا جاتا۔ میں نے ایک سوال پوچھا تھا کہ یہ جو بیس ارب کے قرضے سٹیٹ بنک نے write off کئے تھے، سٹیٹ بنک نے کی تھی ان کی کم از کم فہرست تو دیں اس میں جو پچاس وڈیرے ہیں۔ کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ لیکن اس میں وہ نام موجود ہیں جو معین قریشی صاحب کی عبوری حکومت میں ایک loan defaulters کی list نکلی تھی، ان میں کئی وڈیرے اس حکومت کا حصہ ہیں تو شاید میرے

سوال کو اس لئے kill کیا گیا- میں اس کو پھر repeate کروں گا کہ وہ list provide کی جائے --

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کسی دوسرے طریقے سے پوچھ لیں اور بھیج دیں - سعدیہ عباسی صاحبہ-

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب چیئرمین! پچھلے دو تین ہفتوں سے میں نے اسلام آباد میں یہ observe کیا کہ کئی گاڑیاں ہیں جن پر Member National Assembly, Member Provincial Assembly اور Senator لکھا ہوا ہے - یہ پریکٹس فوری طور پر بند کر دینی چاہیے یہ غلط بات ہے - جونیجو صاحب کی حکومت میں انہوں نے وزراء کو جھنڈا تک لگانے کی اجازت نہیں دی تھی، let alone number plates اور ان کے اوپر identify کرنا کہ یہ سینیٹر ہے یا ایم این اے ہے - We are public representatives, this is not the way we should behave جن جن نے لگائی ہوئی ہیں ان کو اتار دینی چاہیئں - میاں نواز شریف کی حکومت میں بھی یہ پریکٹس بند کی گئی تھی - میرا خیال نہیں کہ اس حکومت نے کوئی directive issue کیا ہے کہ سب لوگ یہ plates لگائیں -

جناب قائم مقام چیئرمین: I totally agree with you, it was stopped but میرے خیال میں یہ وہ ہوں گے جن کے پاس identity cards نہیں تو انہوں نے شاید یہ لگائی ہوں اپنی پہچان کے لئے - جی ثناء اللہ -

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین- جناب! میری ایک چھوٹی سی گزارش یہ ہے کہ جس طرح سٹاف کے بجٹ کے حوالے سے کام اورمصروفیات کی بات ہو رہی تھی، پچھلے دو اجلاسوں میں، کیوں کہ ہمارے جتنے بھی سوالات تھے، motions تھیں، adjournment motions تھیں وہ take up نہیں ہوسکیں اس دفعہ بجٹ کی وجہ سے تو اس پر آپ کی ایک ذرا سی محبت اور ruling چاہئیے کہ جو بھی ہم نے پہلے questions, motions, resolutions اور amendments دی ہیں ان پر ruling دے دیں کہ ان کو take up کیا جائے -

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ تو میرے خیال میں ایک ruling آئی ہوئی ہے -

راجہ صاحب! وہ ruling ہے ناں۔ انہوں نے کہا ہے کہ جو پرانے questions وغیرہ ہیں وہ دوبارہ آ جائیں۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: یہ جو پچھلے اجلاس میں جمع کئے تھے۔ سٹاف کا کام بھی کچھ کم ہو جائے گا۔

Mr. Acting Chairman: But if it is the sense of the House, I will do it. O.k. Fine. So we will do it. Raza Rabbani Sahib.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین،

I would like to draw your attention and the attention of the Leader of the House. It is very unfortunate that,

سب سے پہلے تو ایک سال سے اوپر ہمیں لگا کہ ہم سٹیڈنگ کمیٹیاں بنائیں۔ پھر جب شینڈنگ کمیٹیاں بنی تو پھر ایک بڑی unfortunate چیز ہوئی کہ جو اس ہاؤس کی روایت تھی کہ اپوزیشن کی proportionate strength کے مطابق ان کو چیئرمین شپ دی جاتی تھی وہ tradition ختم کی گئی۔ اس دفعہ ہم نے ایک نئی tradition ڈالی، پرانی tradition ختم کر کے نئی tradition یہ ڈالی کہ اپوزیشن کے ممبران کو کم کمیٹیوں میں رکھا گیا۔ پھر ہم نے ایک اور نئی tradition ڈالی کہ کچھ اپوزیشن کے ممبروں کو ایک سٹینڈنگ کمیٹی میں رکھا گیا اور گورنمنٹ کے کچھ ممبروں کو چار چار سٹینڈنگ کمیٹیوں میں رکھا گیا لیکن اب ہم نے ایک totally نئی روایت ڈال دی ہے۔ دو ایسی کمیٹیاں ہیں اور دونوں میں سمجھتا ہوں کہ ریڑھ کی ہڈی ہیں کمیٹی سسٹم کی۔ ایک کمیٹی ہے on Law and Justice یعنی جہاں پر آپ کی تمام تر legislation جاتی ہے۔ یہ اس حکومت کے seriousness کو بھی reflect کرتی ہے کہ یہ پارلیمنٹ کے اندر legislation کے لئے کتنے serious ہیں۔ ایک وہ کمیٹی ہے اور دوسری کمیٹی آپ کی Rules and Procedure کی جہاں پر سارے privilege motions وغیرہ تمام چیزیں جاتی ہیں۔ دونوں کمیٹیاں ڈیڑھ سال کے بعد بنی ہیں۔ ڈیڑھ سال کے بعد بننے کے باوجود اب دو یا تین مہینے ہو گئے ہیں ان کی ایک میٹنگ نہیں ہوئی کیونکہ حکمران پارٹی اس بات کا فیصلہ نہیں کر پا رہی ہے

کہ ان کمیٹیوں کا چیئرمین کون ہوگا۔ جناب یہ کیا مذاق ہو رہا ہے، اگر وہ آپس میں decide نہیں کر سکتے تو ہمیں بتائیں، ہم requisition کر لیتے ہیں۔ کمیٹی کو بنے ہوئے بھی ڈیڑھ دو مہینے ہو گئے ہیں ابھی تک ان کمیٹیوں کی پہلی میٹنگ call نہیں کی گئی۔

It is your power under the Rules the first meeting has to be called by you. Therefore. I would request you from the floor of this House that you summon these two meetings in the next week and let the committees elect their Chairmen and would proceed further.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Wasim sahib do you want to say something about this.

Senator Wasim Sajjad(Leader of the House) : The point is genuine and valid and I will take it up with the people concerned. Fortunately our Secretary General of the party, Mr Mushahid Hussain is also here and I am sure he has taken note of this. I have fully recognised and appreciated the concern and I think those committees should be .. ..

..

جناب قائم مقام چیئرمین : ڈار صاحب ۔ this is the last one.

Senator Muhammad Ishaq Dar. Thank you Mr. Chairman! I just wanted to join two honourable colleague Senators Asfand Yar Wali and Raza Rabbani sahib about the staff. I thnik, sir, they deserve the deepest of appreciation; Secretary Senate and all his secretariat has been very helpful and I think particularly on this Budget Session I think they have all extended, you know, very hard work and co-operation and they deserve all recommendations plus, whatever, monetary benefit they can

be given. Thank You.

Mr. Acting Chairman Thank you very much. Razina Alam.

مجھے ادھر بھی جانے دیں وہ سمجھیں گے کہ میں نے ان کو join کر لیا ہے۔

سینیٹر رزینہ عالم خان ۔ شکریہ جناب چیئرمین، پچھلے دنوں جو بجٹ کی تقاریر ہو رہی تھیں، چونکہ ہم اس کو interrupt نہیں کر سکتے تھے اس کی اجازت نہیں تھی اور ان دنوں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت بھی نہیں تھی۔ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ایک معزز ممبر جوگیزئی صاحب نے فرمایا کہ غربت کی وجہ سے ان کے گاؤں یا جن کو وہ جانتے ہیں اس میں ایک بچی 10,000/= روپے میں بکی اور ایک بچی ان کے باپ نے آٹھ ہزار روپے میں بیچی۔ جناب والا! میں اس فعل کی سختی سے مذمت کرتی ہوں اور بچیاں کوئی commodity نہیں ہوتیں جن کو بیچا جائے اور میں حیران ہوں کہ آج کل بھی اس قسم کی practices ہو رہی ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے اس چیز کا نوٹس لیا جائے اور جو ہمارے معزز اراکین ہیں جن کے ہاں اس قسم کی practices ہوتی ہیں وہ اس چیز کو ختم کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman : Last one but one minute.

Senator Nawab Ayaz Khan Mandokhail : Sir, fortunately we are lucky that we are learning a lot, when you are chairing the House.

Mr. Acting Chairman: I do not know whether it is ironic or you mean it.

سینیٹر ایاز خان مندوخیل ۔ آپ نے جو سوال کرنے کا فارمولا دیا ہے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر ایسے ایسے کائیاں استاد بیٹھے ہوئے ہیں کہ (فارسی) مسئلہ یہ ہے کہ ہم جس انداز میں بھی سوال، چاہے الٹا کان لے لیں، چاہے سیدھا لے لیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سوال چیمبر میں kill ہو رہے ہیں جس کا مجھے انتہائی افسوس بھی ہے اور ہمیں یہ شوق نہیں کہ ہم پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں لیکن ہم مجبور ہیں۔ آپ please کم از کم ہمارے جو سوال valid ہیں اور to the point ہیں۔

Mr. Acting Chairman: Let's get back to the item No. 2.

نہیں دیکھیئے اب بہت دیر ہو گئی ہے، پھر آپ کہیں گے کہ میں نے ادھر زیادہ وقت دیا اور آپ کو نہیں دیا، جی بولیں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جناب سب ہی فرما چکے، اب مجھے بھی تو کچھ فرمانے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل فرمائیں۔

Point of Order Re: Coverage of the Senate Sessions on PTV.

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جناب والا! بجٹ سیشن پر جو سب نے یہاں پر تقریریں کیں، باوجود اس کے کہ کل آپ نے یہاں Information Minister کو طلب کیا تھا اور وہ آئے بھی تھے اور انہوں نے explanation بھی دی لیکن یہ سب کچھ، پورا سیشن cover نہیں ہوا۔ اب یہ بتائیے یہ ناانصافی ہے یا نہیں اور یہ دانستہ ہے یا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بالکل ہے، میرا تو نام ہی نہیں لکھتے۔ اب میں کیا کروں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: اب کیا کیا جائے جناب، یہ سینیٹ ہے یا کچھ اور ہے؟ پورے کے پورے سیشن کی coverage ہی نہیں ہوئی اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم یہ کر رہے، وہ کر رہے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہو رہا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیئے delayed action ضرور ہے شاید یہ اگلے سیشن کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: جناب دوسرے یہ کہ یہ جو بات ہو رہی تھی کہ questions kill ہو رہے ہیں، motions kill ہو رہے ہیں۔ میں نے بھی دو privilege motions پیش کی ہیں اور دونوں kill ہو گئیں۔ دونوں کو accept نہیں کیا جا رہا، کسی پر کچھ کہا جا رہا ہے، کسی پر کچھ۔ جناب یہ تو زیادتی ہے۔ دو privilege motions ہیں اور ایک تو میں نے آپ سے discuss بھی کی ہے اور چیئرمین صاحب سے بھی discussion ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک کا تو کوئی جواز بنتا تھا شاید دوسری کا نہیں بنتا تھا

لیکن ----

سینیٹر محمد عباس کمیلی: آپ کے نزدیک جس کا جواب بنتا ہے وہ بھی accept نہیں ہو رہی ہے اور جناب دوسری کا بھی جواز بنتا ہے، بالکل بنتا ہے، آپ اس کو study کریں۔ کیسے نہیں بنتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کمیلی صاحب میرے پاس نہیں آئی ہے۔ let me have a look at this.

سینیٹر محمد عباس کمیلی: آج تک یہ تو جائزہ لیا جائے کہ کتنے privilege motions accept ہوئے ہیں۔ kindly جناب اس کو دوبارہ consider کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ آپ ایسا کریں اس کے بعد میرے پاس Chamber میں آ جائیں۔

Now, we shall resume for this consideration for the following motion moved by..... Can I have attention in the House Please?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, my point of order relates to your item No. 2 on further discussion.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, how can we have further discussion and how can these motions be moved when the Minister for Finance is not here because these are typical questions going to be raised and only the Finance Minister can reply. The honourable Leader of the House is not....

Mr. Acting Chairman: I think the Leader of the House will reply.....

Senator Mian Raza Rabbani: No sir he is not in a position to

reply.

Mr. Acting Chairman: I think this was an understanding between.....

Senator Mian Raza Rabbani: No, no there is no understanding.

جناب قائم مقام چیئرمین: وسیم صاحب یہ جو recommendations آ رہی ہیں obviously the Minister has to be there and I believe that you undertook the responsibility to.....

Senator Wasim Sajjad: Sir, I have already sent the message to the Minister but in the meantime whatever the Minister, myself and the honourable Minister......

Senator Mian Raza Rabbani: No, no sir, it can be only on two accounts, it can either be that the Finance Minister is here because he would know everything. If he is not here then the concerned Minister of the concerned department should be here.

سینیٹر وسیم سجاد: بہرحال جی یہ collective responsibility ہوتی ہے if the Minister is here and he will answer the questions....

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب how can the Minister answer جہاں تک technical باتیں ہوں گی کہ what do you mean by operational aid.

Senator Wasim Sajjad: Supposing for some reason, it is tied up with the National Assembly, they have to keep the work going on.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! وہاں پر تو کچھ بھی نہیں ہو رہا، وہاں تو discussion ہو رہی ہے۔ how has it been tied up over there. یہاں پر تو cut motions ہیں، technical بات ہو گی۔

Mr. Acting Chairman: Wasim sahib, I thought we have rung him.

سینیٹر وسیم سجاد: آپ بھی message بھجوا دیں، میں نے بھی بھیج دیا ہے ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب دس منٹ کے لئے ہاؤس adjourn کر دیں۔

(اس موقع پر سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی wheel chair پر ہاؤس میں تشریف لائیں۔)

Mr. Acting Chairman: We have a *"Mujahida"* who came, she was injured in the last action against the enemy.

ایک معزز سینیٹر: جناب وانا میں؟

Mr. Acting Chairman: No, not really.

Senator Wasim Sajjad: Sir, I think the House should appreciate the commitment of the lady Senator who despite the fracture of her ankle has come to this House.

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

Senator Wasim Sajjad: And I wish sir, all of us to ensure the same commitment because once the House is functioning our basic duty is to remain here and it also goes to the Minister......

Mr. Acting Chairman: I hope the Finance Minister should show the commitment.

(Thumbing of desks)

Mr. Acting Chairman: Now let's adjourn for ten minutes but we must get here by 11.20 a.m.

[Then the House is adjourned for ten minutes]

[The House reassembled at 11.20 A.M. with Mr. Acting Chairman (Mr. Khalil-ur-Rehman) in the Chair.]

Mr. Acting Chairman: O.K. let us have some order in the House. Please sit down. Item No.2. We will resume for the consideration of the following motion moved by Mr. Ahmed Ali, Chairman, Standing Committee on Finance and Revenue on 18th of June, 2004 that the Senate may consider the report of the Committee, finalise its recommendations on the Finance Bill 2004 and the Annual Budget Statement in terms of Article 73 of the Constitution.

Now, there is a notice of recommendations to the Finance Bill, signed by Prof. Khurshid Ahmed and his party members. Prof. Khurshid Ahmed may please move the recommendations but it is my request, earnest request, we have about 17 speakers, so let us have some time limit although it does not say anything about recommendations in the rules but let us stay to about 5 to 6 minutes.

Recommendations on the Budget 2004-05

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے آج اس انداز میں اس ایوان کی کارروائی چلائی ہے کہ جس سے اس کا وقار بلند ہوا ہے اور ہم سب کا اعتماد جو پہلے بھی آپ کو حاصل تھا اس میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

دوسرا' میں جناب وزیر خزانہ کو بھی welcome کرتا ہوں' ان کی مشکلات ہمارے سامنے ہیں لیکن ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ان پر اس ایوان کا بھی حق بحیثیت سینیٹر اور

بحیثیت وزیر خزانہ ہے۔ اس کے بعد جناب والا! میں اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے، یعنی وقت کی قلت کی بنا پر ہم نے طے یہ کیا ہے کہ میں سب کی طرف سے اس کو move کردوں گا اس کے بعد پھر ہماری طرف سے صرف سات افراد بولیں گے اور ہر ایک کسی ایک نقطہ پر مرکوز اپنی بات کرے گا تاکہ repetition بھی نہ ہو اور ہم جلد از جلد معاملات کو نمٹا سکیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

We beg to move that the following recommendations be made, on the part of the Senate under Article 73 of the Constitution, on the Budget for the year 2004-05:-

(1) The inclusion of Rs. 25/- per month as TV licence fee as part of electricity bill for users of electricity of more than 100 units be withdrawn.

(2) Development surcharge on electricity and diesel to be reduced by 25% for all and by 50% for use of electricity and diesel in agriculture.

(3) The rate of interest charged by SME Bank on loans of the small enterpreneurs and domestic industries to be reduced from proposed 9% to 5% to bring it at par with the rate of interest being charged for industry.

(4) The proposed defence budget expenditure be fixed at Rs. 180 billion which would be 14% higher than the budgetted defence expenditure for financial year 2003-04 of Rs.160 billion.

(5) The expenses on the President and Prime Minister Houses be reduced by 25%.

(6) Amendment to Finance Bill Clause 5 sub Clause 38(4)(A)

line 2, substitute "5 million" with "20 million", and 22.54 million expenditure to the National Security Council be withdrawn.

The movers are Senator Prof. Khurshid Ahmed, Senator Prof. Abdul Ghafoor, Senator Prof. Muhammad Ibrahim Khan, Senator Dr. Ismail Buledi, Senator Murad Ali Shah, Senator Dr. Kauser Firdous, Senator Rehmatullah Kakar, Senator Hidayatullah Shah, Senator Haji Liaqat Ali Bangulzai, Senator Kamran Murtaza, Senator Dr. Muhammad Said, Senator Maulana Rahat Hussain, Senator Maulvi Agha Muhammad, Senator Dr. Syed Muhammad Hussain, Senator Dr. Azizullah Satakzai and Senator Syed Mateen Shah Hussain.

Mr. Acting Chairman: But the speakers are only seven.

Senator Prof. Khurshid Ahmad: Only seven, is by an arrangement although we could have demanded our right but we thought that we will cooperate in this thing.

جناب چیئرمین! میں اس میں صرف نمبر ۔ ۷ اور نمبر ۔۶ کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کروں گا۔ پہلی چیز یہ ہے کہ اس وقت ملک کی سب سے بڑی ضرورت ہماری نگاہ میں پیداوار میں اضافہ ' روزگار میں اضافہ' عام انسان کے معیار زندگی میں improvement بلکہ اس کی life میں improvement 'اور اس طرح عوامی سطح کے اوپر خوشحالی کا حصول ہے ۔ اس وقت تک ہم جس micro framework پر concentrate کر رہے ہیں اور جیسے اگلے تین سال کے لئے بھی محترم وزیر خزانہ نے اپنی strategy کا مرکزی نکتہ قرار دیا ہے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسے shift کی ازحد ضرورت ہے ۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ ایک مسلمان معاشرے کی پہلی ضرورت تمام انسانوں کی ضروریات کا خوش اسلوبی کے ساتھ پورا ہونا ہے ۔ قرآن پاک نے جو ماڈل ہمیں دیا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ الذی اطعمهم من جوع وامنهم من خوف () اس کا مفہوم ہے بے شک ہم نے

بھوک اور خوف (Fear)' ان دونوں سے محفوظ ہونا ' ان دونوں سے نجات دلانا یہ اس ماڈل کا حصہ ہے ۔ جبکہ خوف اور بھوک یہ ہماری زندگی کا امتیازی حل بن گیا ہے ۔

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب کی وہ strategy جس پر پچھلے پینتالیس سال سے دنیا کے اسی ممالک میں عمل ہوا ہے ۔ یعنی یہ کہ growth trickle down کر کے نیچے پہنچ جائے گی ۔ یہ misguided ہے یہ fraud ہے ۔ یہ کہیں کامیاب نہیں ہوئی ہے ہمیں اس کو shift کرنے کی ضرورت ہے اور shift کرنے کے لئے میری نگاہ میں جو ایک نہایت ہی اہم طریقہ ہے ۔ یہ symbolic بات میں کر رہا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ ہم جو strategic capital goods industries ہیں جو strategic large scale industries ہیں ان کا آپ تحفظ کریں ۔ اور اب تک ہماری معیشت یا import substitution یا partial export promotion ان دو models پر کام کرتی رہی ہے ۔ اب نئے models کی ضرورت ہے جس کا high water mark, higher production, private generation, better quality of life and socio economic infrastructure یہ چار اس میں ستون ہونے چاہئیں ۔ یہ ایک paradigm shift ہے اور اس paradigm shift کا میری نگاہ میں symbol میری یہ تجویز ہے جسے میں نمبر ۶ کے تحت پیش کر رہا ہوں ۔ یعنی یہ small and medium industry کے لئے آپ کا جو sales tax act ہے اس میں جو exemption دی گئی ہے ۔ وہ بطور symbol کے میں نے لیا ہے ۔ جو بات میں کہہ رہا ہوں اس کے لئے Income Tax Act کے اندر بھی ضرورت ہوگی ۔ بحیثیت مجموعی policy and planning framework میں تبدیلی کی بھی، لیکن symbolically چونکہ اس وقت ہمارے سامنے صرف shift کا مسئلہ ہے ۔ آپ نے یہ اچھا قدم دکھایا ہے کہ پچاس سال کے بعد یعنی ہمارے ہاں سمال انڈسٹری کی definition یہ تھی کہ اگر وہ electricity استعمال نہ کر رہی ہو ' mechanical process نہ ہوں ' تو بیس افراد جس میں کام کر رہے ہوں' اور جس کا turn over پچاس ہزار ہو ' یہ مضحکہ خیز تھا۔ کبھی 1940ء میں یہ چیز مرتب ہوئی تھی اور آگے اس پر کام ہوتا رہا ۔ تو میں اس حد تک تو آپ کو compliment کرتا ہوں کہ آپ نے اسے پچاس ہزار سے بڑھا کر پچاس لاکھ کیا ہے ۔ یہ اچھا قدم ہے ۔ لیکن میری نگاہ میں یہ قطعاً ناکافی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ابھی تک آپ اس framework سے نہیں

نکلے ہیں جس میں بدقسمتی سے ہم نے small and cottage industry کو ڈال رکھا ہے ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں جناب والا ' ہندوستان میں اس وقت ان کی production کا over 40% ان کی export کا 44% small industry کر رہی ہے ۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟ انہوں نے small industry کی تعریف کوکم از کم چھ بار پچھلے چھپن سال میں بدلا ہے ۔ اور 1995-96ء میں جو change کی ہے اس میں turn over کو بڑھا کے تین کروڑ کیا ہے ' 30 million میں تو صرف' 30 million کی بات کر رہا ہوں حالانکہ میری نگاہ میں صحیح پاکستان کے حالات کے اعتبار سے 50 million ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ small industry دنیا کے ہر ملک کے اندر backbone ہے employment provide کرنے کے لئے' ساری evidence یہ بتاتی ہے کہ عام صنعت جتنا روزگار پیدا کرتی ہے small industry اس سے چار سے لے کر دس گنا زیادہ employment create کرتی ہے۔ Efficiency کے اعتبار سے وہ کسی سے پیچھے نہیں۔ اس وقت یورپین یونین کی میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ یورپین یونین نے اس معاملے میں اپنے سامنے جو معیار رکھا ہے وہ یہ ہے' یورپین یونین کی definition small industries کی ہے کہ جس میں پچاس minimum افراد کام کریں۔

Mr. Acting Chairman: Prof. Sahib, I want one clearance.

یہ آپ recommendation present کر رہے ہیں? or you are making the speech?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : میں recommendation کو argue کر رہا ہوں کہ میں یہ کیوں پیش کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پھر یہ آپ دوبارہ بھی کریں گے تو ۔۔۔۔۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : نہیں دوبارہ نہیں کروں گا۔ بس میں ایک دفعہ پیش کر دوں گا اور اس کے بعد پھر ----

جناب قائم مقام چیئرمین: کیونکہ if you are willing then I have to ask the Minister whether he wants to oppose it or not.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : جناب ! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یورپین یونین

میں جو Small Industries کی تعریف ہے وہ maximum پچاس افراد، maximum turn over 7 million Euro اور balance sheet 5 million Euro. اسی طریقے سے امریکہ اور چائنا، سنگاپور، تھائی لینڈ، برما، ان سارے ممالک کی figures میرے پاس موجود ہیں۔ ان تمام ممالک نے زمینی حقائق کو سامنے رکھ کے جو model مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ کم از کم پچاس افراد Small industry میں کام کر رہے ہیں اور ہمارے پاکستان کے حالات کے اعتبار سے میری نگاہ میں موجودہ جو level ہے اس میں 50 million ہونا چاہیے لیکن as a first step میں recommend کر رہا ہوں کہ 50 کی بجائے آپ اس کو 20 million تک کم از کم لے جائیں اور پھر آئندہ دو تین سال کے اندر اسے مزید بڑھائیں اور اس کے علاوہ باقی definitions بھی change کریں جن میں خصوصیت سے کتنے افراد راغب اس میں ہو سکتے ہیں، اس کا capital component کتنا ہو گا اور میری نگاہ میں تو یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے لئے آپ پانچ سال total tax free اور اس کے بعد صرف fixed registration tax لگا کے انہیں آپ موقع دیں۔

جناب والا! میری گزارش کا جو مرکزی نقطہ یہ ہے کہ آپ خدا کے لیے محض ٹیکس وصول کرنے والے نہ بنیں۔ حکومت کا کام محض ٹیکس وصول کرنا اور revenue اکٹھا کرنا نہیں ہے۔ بلا شبہ حکومت کی ضرورتیں پوری ہونی چاہئیں اور جیسا کہ وزیر خزانہ نے کل کہا تھا، صرف ضرورتیں ہی پوری نہیں ہونی چاہئیں بلکہ وسائل کا صحیح استعمال ہونا چاہیے۔ Implementation machinery اور delivery system آپ کا ٹھیک ہونا چاہیے، good governance ضروری ہے، Corruption کا خاتمہ ضروری ہے لیکن ان سب سے زیادہ اہم چیز وہ vision وہ paradigms ہے جس کو آپ لے کے چلنا چاہتے ہیں اور میں اس paradigms سے shift چاہتا ہوں کیونکہ میرے بھائی کی توجہ اسی پر مرکوز ہے۔

میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس ملک میں خوشحالی دیکھنا چاہتے ہیں تو ٹیکس کو نہ دیکھئے بلکہ آپ یہ دیکھئے کہ کسی طرح اس ملک میں پیداوار بڑھے۔ کسی طرح اس ملک میں ہر شخص پیداوار oriented ہو جائے گا۔ اس طرح روز گار پیدا ہو گا۔ اس طرح دولت کی تقسیم بنیادی سطح پر ہوگی۔ یہاں جناب والا! میں ایک واقعہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں جو ہے تو داستان والا اور میں نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا لیکن ہے بہت relevant اور وہ یہ ہے کہ ایک

بادشاہ کہیں راستہ بھول گیا اور وہ اکیلا کسی باغ میں چلا گیا، سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ اس نے باغ کے مالک سے کہا مجھے کچھ پینے کو دو۔ اس نے ایک انار توڑا، اس کو نچوڑا تو گلاس پورا بھر گیا اور بادشاہ نے اس کو پیا۔ بادشاہ کو بہت فرحت حاصل ہوئی۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ مجھے ایک گلاس اور دو لیکن اس اثنا میں بادشاہ یہ سوچتا رہا کہ اگر اس باغ کے انار سے اتنا جوس نکلتا ہے تو اس پر ٹیکس لگانا چاہیے۔ باغ کے مالک نے جب انار توڑا اور اس میں جوس نکالا تو وہ گلاس ایک تہائی بھرا۔ بادشاہ نے کہا یہ کیا ہوا۔ تو جو بات مالک نے کہی وہ سونے کے حرف میں لکھنے کے لائق ہے۔ اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کی نیت خراب ہے۔ ہمارا سارا مسئلہ حاکم کی نیت کا ہے۔ آپ ساری پالیسی بناتے ہیں ٹیکس لگانے کے لئے، میں کہتا ہوں اسے شفٹ کیجئے۔ آپ ساری پالیسی بنائیے concession کے لئے تاکہ لوگوں کی productivity بڑھے، روزگار بڑھے، خوشحالی بڑھے اور اس سے پھر آپ کو ٹیکس بھی ملے گا، کم rate پر زیادہ ملے گا اور تاریخ گواہ ہے، یہ تو کہا جاتا ہے کہ Income Tax سے یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا لیکن ساری evidence اس کے خلاف جا رہی ہے۔ لوگ جتنا دینا چاہتے ہیں اتنا دیتے ہیں، آپ وصول نہیں کر پا رہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس نظام کو آپ بہتر بنائیے لیکن آپ کا focus پیداوار کا بڑھنا، روزگار کا بڑھنا، لوگوں کی ضروریات زندگی کا پورا ہونا، ان کا معیار زندگی بہتر ہوگا تو اس سے خوشحالی آئے گی۔ اس سے ملک آگے بڑھے گا، اس سے ترقی حاصل ہوگی اور پھر اس سے آپ کی آمدن بڑھے گی لیکن یہ بالکل دوسرا paradigm ہے۔ خدا کے لئے اس کو بدلیں۔ جب تک اپنے اس paradigm کو نہیں بدلیں گے، آپ اس چکر سے نہیں نکلیں گے۔ آپ ہزار بار کہتے رہیں کہ IMF bye bye لیکن آپ کے frame work, conditionalities and policies کے خطوط کار بعینہ وہی ہیں۔

مجھے جگر کا ایک شعر یاد آ رہا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ

جنہیں تم نے اپنا بنا کر چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے، کیا رہائی ہے۔

دراصل یہ اسیری ہے، رہائی نہیں ہے۔ رہائی اس وقت ہوگی جب آپ اس paradigm کو بدلیں گے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ agriculture and small industries پر آپ کا

focus ہو۔ آج یہ periphery پر ہے، neglected ہے۔ خدا کے لئے اس طریقہ کار کو بدلیئے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ پانچ سال میں پاکستان ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو سکتا ہے۔ اس کے بغیر آپ چالیس سال سے جھک مار رہے ہیں اور اسے آگے نہیں بڑھا سکے۔

و آخر و الدعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین : پروفیسر صاحب ! "رہائی ملی تو کدھر جائیں گے"۔ جناب پروفیسر غفور صاحب۔

Please make it short because main speeches have been done. Make it short little bit. No Points of Order, please.

سینیٹر پروفیسر غفور احمد : جناب والا! میں آپ کا انتہائی شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عطا کیا ہے اور مزید شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے Chair اور ایوان کے وقار کو بلند کیا ہے۔ میں محترم وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز صاحب کا بھی شکرگزار ہوں کہ وہ اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر یہاں تشریف لائے ہیں۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ وہ کن دشواریوں سے دوچار ہیں۔ بہرحال وہ محنت کر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کی یہ محنت کارآمد ثابت ہوں۔

جناب چیئرمین! میرا موضوع دفاعی اخراجات ہے۔ مجھے اس بات کا پورا احساس ہے کہ یہ موضوع اہم بھی ہے اور حساس بھی ہے۔ میں اس امر سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں کہ ہماری دفاعی ضروریات کو تمام دوسری ضروریات پر فوقیت حاصل ہونی چاہیے۔ ہم اپنی تمام دوسری ضروریات کو curtail کرکے بھی یہ چاہیں گے کہ ہماری دفاعی افواج کو کسی قسم کی مالی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ان کے funds allocation میں کوئی کمی نہ کی جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم ملکی ضروریات کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔ میرا خیال ہے کہ مجھ سے میرے دوسرے احباب اتفاق کریں گے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کی حقیقی ضروریات پوری ہوں تو پھر ہم یہ کہنے میں بھی حق بجانب ہیں کہ ان کی دفاعی مدات پر ضرورت سے زیادہ اخراجات نہ ہوں۔

جناب والا! جب بھارت نے اپنی افواج ہماری سرحدوں پر لگائی ہوئی تھیں، اس وقت پاکستان کو بھی مجبوراً اپنی افواج کو سرحدوں پر لے جانا پڑا تھا جس کی وجہ سے ہمارے اخراجات میں اضافہ ہوا تھا اور قوم نے اس اضافہ کو بخوشی قبول کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب ہمارے پاس nuclear deterrence موجود ہے۔ جناب چیئرمین! ابھی حال ہی میں ائر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ان وجوہات کی بناء پر دفاعی اخراجات میں چالیس فیصد کمی کی جانی چاہیے۔ جناب چیئرمین! ہم یہ بات نہیں کہتے کہ دفاعی اخراجات میں کمی کی جائے لیکن میرا خیال ہے کہ ہماری یہ بات بالکل حق بجانب ہے کہ دفاعی اخراجات کو رواں سال کے نظرثانی شدہ تخمینہ کی سطح پر لایا جائے۔ رواں سال کا دفاعی بجٹ Rs.160 billion تھا۔ اس میں نظر ثانی کرنے کے بعد اسے Rs.181 billion کر دیا گیا۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ یہ دفاعی بجٹ اسی سطح پر آ جائے کیونکہ کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ہے، اس لئے اس میں اضافہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں دوسری بات عرض کروں گا کہ دفاعی بجٹ کی تفصیلات بھی اس بجٹ میں آنی چاہئیں۔ میں یہ بات مانتا ہوں کہ بعض معاملات حساس ہو سکتے ہیں، بعض معاملات ایسے ہو سکتے ہیں کہ جن کو ضروری ہے کہ صیغہ راز میں رکھا جائے لیکن ہر چیز ایسی نہیں ہے۔ یہ single line budget ہمارے سامنے کب تک آتا رہے گا۔ اس لئے دفاعی بجٹ کی تفصیلات بھی اس بجٹ میں آنی چاہئیں۔ کم از کم وہ چیزیں جنہیں ظاہر کرنے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔

جناب والا! تیسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ دفاعی اخراجات Auditor General of Pakistan سے audit کروائے جائیں اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بعض چیزیں آڈٹ رپورٹ میں ایسی ہیں جن کا ظاہر ہونا اچھا نہیں ہوگا تو میں یہ بات مانتا ہوں کہ ان portions کو اخفا میں رکھا جائے ظاہر نہ کیا جائے لیکن باقی رپورٹ کو ہمارے سامنے آنا چاہیے میں جناب چیئرمین! سمجھتا ہوں کہ افواج پاکستان ہمارے حالات سے پوری طرح باخبر ہے۔ کل جناب شوکت عزیز صاحب نے بالکل درست طور پر یہ کہا تھا کہ ہماری ترجیحات میں پہلی ترجیح امن و امان کی بحالی ہے لیکن جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ امن و امان کی صورت حال یہ ہے کہ دوسری

بلاکتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے شہر کراچی میں پانچ پولیس افسر جو operation clean up میں کام کر رہے تھے ۔ پانچ آفیسران کو قتل کیا گیا ہے ۔ اس میں حیدر بیگ کا قتل تو ابھی ۱۶ جون کو ہوا ہے اور اس سے پہلے ذیشان کاظمی ، سرور کمانڈو ، اسلم خان اور طارق زاہد کو قتل کیا گیا ۔ ایک آفیسر کو تو عین نماز جمعہ کے موقع پر مسجد کے اندر جب کہ وہ چوتھی صف میں بیٹھے ہوئے خطبہ جمعہ سن رہے تھے ۔ مسجد کے اندر جا کر ان کو فائرنگ کرکے قتل کیا گیا اور قاتل فرار ہو گئے اور ان میں سے کوئی آدمی بھی پکڑا نہیں گیا ۔ میں جناب وزیر خزانہ کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہماری industry میں growth ہوئی ہے لیکن میرے خیال میں دو industries ایسی ہیں ، جو خوشحال ہیں جس میں ہماری ٹیکسٹائل انڈسٹری ہے اور آٹو موبائیل انڈسٹری ہے لیکن دوسری انڈسٹریوں کا کیا حال ہے ۔ جناب چیئرمین ! میں کراچی site جہاں کارخانوں میں چمنیوں سے ۲۴ گھنٹے دھواں نکلتا تھا ، آج صورت حال یہ ہے کہ زیادہ تر کارخانے بند پڑے ہیں اور جو کام کر رہے ہیں وہ ایک شفٹ میں کام کر رہے ہیں۔ اس سے زیادہ برا حال نوری آباد انڈسٹریل ایریا کا ہے ۔

جناب چیئرمین ! گدون انڈسٹریل ایریا جہاں 360 کارخانے کام کرتے تھے وہاں آج کل ۴۲ کارخانے کام کر رہے ہیں اور ان میں سے ۲۰ ایسے ہیں جو تقریباً بند ہونے کے قریب ہیں۔ اس لیے میں توقع کرتا ہوں کہ ہم میں سے تو کوئی آدمی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ دفاعی اخراجات کو کم کر سکے ۔ میں افواج پاکستان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ رضاکارانہ طور پر ہماری اس تجویز کو منظور کرلیں۔ دفاعی اخراجات کو 194 billions پر اصرار نہ کیا جائے بلکہ اس کو 183 billions کیا جائے جو سال رواں میں اضافہ کرکے کیا گیا 160 سے 183 billions کیا گیا تھا میرا خیال ہے کہ وہ ان کی ضروریات کے لیے کافی تھا۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : عزیز اللہ سانکزئی صاحب please be short, stay within three four minutes.

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ ۔ جناب چیئرمین صاحب ! میرا موضوع زراعت ہے۔ بس تین points عرض کروں گا۔ عزیز صاحب سب کے عزیز

ہیں اور عزیز ہی رہیں گے ، انشاء اللہ العزیز عزیز ہی رہیں گے۔ گزارش یہ ہے کہ انہوں نے زراعت میں تین ہاتھ ہمارے ساتھ کیے ہیں۔ عزیز کو عزیز ہی جانتا ہوں۔ سب سے پہلا ان کا ہاتھ زراعت کے ساتھ ، میں سمجھتا ہوں شاید انہوں نے جان کر نہ کیا ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ یہ شہری بابو ہیں۔ زراعت کو وہ آدمی سمجھتا ہے جو field پر ہوتا ہے ---

جناب قائم مقام چیئرمین: عزیز اللہ صاحب ! یہ اچھی بات نہیں ہے یہ "شہری بابو" غلط بات ہے ۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانکزئی: شہر کے آدمی ہیں ۔ اس سے مراد یہ ہے یعنی دیہاتی نہیں ہیں---

جناب قائم مقام چیئرمین: جب آپ بولتے ہیں تو کوئی انڈین movie لگتی ہے ۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانکزئی: اس سے میرا کسی کا کوئی پہلو نہیں ہے ۔ دیہات میں یقیناً وہ نہیں ہوں گے ، مجھے یقین ہے ۔ دیہاتی کا مزاج ہمیشہ ہوتا ہے موٹی موٹی باتیں کرنے کا اس لیے میں بغیر لگی لپٹی کے موٹی موٹی باتیں کرتا ہوں ۔ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ موٹا حساب ہے یہ یہاں سمجھا دیں اور انشاء اللہ وہ مجھے سمجھائیں گے کہ ایک ایکڑ میں زیادہ سے زیادہ کاٹن جو بین الاقوامی آیٹم ہے۔ ہم نہ جوار کی بات کریں گے ، نہ گوار کی بات کریں گے ، نہ چنے کی ، نہ مٹر کی ، نہ جمبا، نہ سرسوں اس کو گولی مارو ۔ صرف اور صرف کاٹن کی بات کروں گا۔ جس پر کپڑا ہے اور یہ International item بھی ہے زیادہ سے زیادہ پاکستان میں اچھی سے اچھی پیداوار ایکڑ جو ہے وہ تیس من دیتا ہے اور تیس من سے دس من روئی نکلتی ہے جب اس کو ginning factory میں لے جاتے ہیں ۔ بیس من بنولہ ہوتا ہے ۔ بنولہ پانچ ساڑھے پانچ سو پر بکتا ہے۔ انہوں نے اس پر 15% ڈیوٹی لگا دی ہے اب انہوں نے ایک ایکڑ پر دو سو روپے کی رعایت دی ہے اور ہم سے پندرہ سو روپے وصول کر رہے ہیں ۔ یہ ہے ان کا حساب ۔ ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ مہربانی کرکے اس میں تھوڑا سا دو سو کے دو سو لے لیں یہ تیرہ سو آپ ہم سے زیادہ کیوں لے رہے ہیں ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں رعایت دی ہے بڑی اچھی بات ہے فاسفورس میں یا DAP میں ، میں نے اس لئے کہا تھا کہ یہ شہر کے آدمی ہیں

بجٹ بناتے وقت کسی چھوٹے سے زمیندار کو بڑے land lord کو نہیں چھوٹے زمیندار کو بٹھائیں جو خود یوریا ڈالتا ہے ، جو خود کاشت کرتا ہے اس کو معلوم ہے ۔ per Acer 1/4th bag یا آدھا بیگ پورے سیزن میں ایک دفعہ استعمال ہوتا ہے اور اس کے مقابلے میں یوریا چار سے چھ دفعہ استعمال ہوتا ہے ۔ ماہرین یہ کہتے ہیں کہ جو ایک دفعہ پورے سیزن میں استعمال ہوتا ہے وہ اگلے سال تک بھی کام دیتا ہے ورنہ چھ مہینے تو اگلے فصل میں دوبارہ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اس پر آپ نے 100 روپے کی ڈیوٹی کم کر دی یہ جو چھ دفعہ ہم ڈال رہے ہیں یہ دوسری کھاد اس میں کمی کی جائے ۔ یہ ہم سفارش کرتے ہیں کہ اس میں کمی کی جائے ۔

نمبر 3 ۔ گندم۔ جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان ایک زرخیز اور زراعت والا ملک ہے 60% کی آبادی ہے لیکن بڑے افسوس سے مجھے کہنا یہ پڑ رہا ہے کہ مئی جون میں یعنی اب ہماری فصلیں ابھی تک جو سرد علاقے ہیں ان میں گندم ابھی تک رکھی ہوئی ہے صاف نہیں ہوئی ۔ 10 million اور 15 million کا آپ آرڈر دے رہے ہیں ۔ یہ تو جناب !

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئیے ہوتا ہے کیا

اورجب اگلا جنوری اورفروری آئے گا تو پھر آپ عزت مآب سنیں گے یہ بیس نہیں ، چالیس نہیں یہ پچاس لاکھ ٹن تک پہنچ جائے گی ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا را ! کچھ مہربانی کریں تھوڑی سی شفقت ہم پرکریں یہ نہ ہو کہ بادشاہ سلامت والا مسئلہ ہو۔ بادشاہ کو پہلی دفعہ چینی دکھائی گئی اس نے کہا یہ بار بار آپ لوگ چینی چینی کرتے ہیں میں حکم دیتا ہوں کہ شاباش چینی کاشت کی جائے ۔ جناب والا! اب لوگ تھے بادشاہ سلامت کے سامنے کون بولے سب نے کہا جی حضور۔ اس نے کہا ٹھیک ہے لنگر کرو، لنگرشروع ہوا چینی اٹھا کر زمین میں کاشت کردی گئی ۔ بادشاہ کا حکم تھا جب کاشت کر کے لوگ شام کو واپس آئے کچہری ہوئی بادشاہ نے کہا بتاؤ کتنی بوری کاشت کی ہے ۔ لوگوں نے کہا چار کی چار بوریاں کاشت کردی ہیں ۔ اس نے کہا ٹھیک ہےہمیں اب کسی اور سے چینی مانگنے کی ضرورت نہیں ہوگی ۔ دو مہینے کے اندر چینی بالکل پک کر تیار ہو جائے گی اب یہ ہماری چالیس سے پچاس بوری سال کا خرچہ پورا ہے ۔ تو ایک مجھ جیسا جوحکمت اور آداب درگاہی سے ناآشنا تھا اس نے کہا عزت مآب چینی کاشت نہیں کی جاتی یہ بنائی جاتی ہے گنے سے بنتی ہے ۔ بادشاہ نے کہا یہ غلط کہتا ہے ۔ میں حکم دیتا ہوں کہ پھندا بناؤ اس کو پھانسی دو ۔ اس نے بادشاہ سلامت کے

سامنے بڑی گستاخی کی ہے۔ بادشاہ کا حکم تھا پھندا تیار ہوا اس کی گردن میں Fit کیا اتفاق سے تھوڑا سا بڑا ہو گیا۔ بادشاہ نے پوچھا تمہاری قسمت میں کیا ہے پھندا بڑا ہوگیا ہے۔ میں نے آج تک کسی کو نہیں ہے بخشا۔ بتاؤ تمہاری خواہش کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میری خواہش یہ ہے کہ یہ اگر آج آپ کو سمجھ نہیں آیا تو کل انشاء اللہ آ جائے گا۔ بادشاہ کو غصہ آیا اس نے کہا تحقیق کرو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ جب معلومات کی گئی اگلے دن بادشاہ سلامت کو رپورٹ دی گئی کہ جناب چینی تو گنے سے بنتی ہے تو بادشاہ نے کہا کہ یہ جو پندرہ بیس سب نے مجھے مشورہ دیا ہے یہ جو چار بوری کاشت کی ہے ان سب کو پھانسی دو۔

جناب والا! یہ تھوڑی سی دیر میں چار مہینے تین مہینے میں آپ بھی ہمیں تسلیم کریں گے۔ ہم یہ ناجائز واویلا نہیں کر رہے ہیں مبنی برحقیقت بات کر رہے ہیں کہ زرعی ملک ہو کر آپ نے زراعت کے لئے کچھ نہیں کیا۔ اسی لئے پچھلے سال گندم نہیں ہوئی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ براہ مہربانی گندم پر توجہ دیں' زمیندار پر توجہ دیجئے' یہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے ورنہ وہ وقت آئے گا کہ آپ دانہ دانہ گندم دوسرے ملکوں سے مانگتے پھریں گے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر ابراہیم صاحب' اور ذرا وانا سے بچ کے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم: شکریہ جناب چیئرمین۔ وانا پر انشاء اللہ پھر کسی اور موقع پر بولیں گے۔

I shall confine myself to item No.3 of the motion. It is the rate of interest charged by S.M.E. Bank on loans to small entrepreneurs and domestic industries be reduced from proposed 9% to 5% to bring it at par with the rate of interest being charged by the industry.

جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ محترم وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں صفحہ نمبر 37 پر SME بنک کا ذکر کیا ہے۔ SME Bank will be reducing its cost of landing from 11% to 9% for those who are paying their obligation on time.

بالکل اسی طرح صفحہ نمبر 33 پر Agriculture کے بارے میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ

to ensure cheep availability of credit to agricultural sector, Z.T.B.L will lower the mark up rates form 14% to 9% whereas those pay on time the applicable mark up rate will be 8%, this rate will be applicable to all types of new loans and financing tractors and tube wells.

جناب چیئرمین ! ہماری کمیٹی نے اس پر جو recommendation consensus سے پاس کی ہے' اس میں ہے کہ۔

The Senate recommends the rate of interest on the agriculture loans which are timely paid should be reduced to 8% in general and 7% who make from repayment

میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ agriculture کے بارے میں ہم نے جو recommendation دی وہ recommendation SME بینک کے بارے میں نہ دے سکے۔ Agriculture کے بارے میں بھی اور SME بینک کے بارے میں بھی ہماری خواہش تو یہ تھی کہ اس پر mark up یا interest کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ اس وقت بھی صورتحال یہ ہے کہ لوگ ہمارے پاس آ رہے ہیں ۔ SME بینک کے بارے میں ایک صاحب نے رپورٹ کیا کہ میں نے 2 لاکھ روپے قرض لیا تھا۔ دو لاکھ سے زیادہ میں ادا کر چکا ہوں اور اس وقت بھی دو لاکھ سے زیادہ میرے ذمے چل رہا ہے۔ یہی صورتحال زرعی ترقیاتی بینک کی بھی ہے۔ میرے کئی دوستوں نے قرض حسنہ کی بات بھی کی ہے۔ بنگزئی صاحب نے اپنی تجاویز میں لکھا ہے اور دوسرے کئی دوستوں نے recommend کیا تھا کہ ان چیزوں کو قطعاً ختم کیا جائے لیکن عملاً میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ یہ ممکن نہیں۔ ہم خلا میں نہیں رہ رہے اور تدریج کے ساتھ یہ کام ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس وقت ہم یہ recommend کر رہے ہیں کہ جس طرح agriculture کے بارے میں یہ کہہ دیا گیا کمیٹی کی طرف سے اور اس ہاؤس کی طرف سے کہ 9% سے 8% اور سات فیصد کیا جائے اس وقت میں یہ عرض کروں گا کہ SME بینک کے بارے میں بھی یہ تجویز پاس کی جائے کہ اس کو 9% سے کم کر کے 5% کیا جائے۔ میں آخری بات یہ عرض کروں گا کہ محترم وزیر خزانہ نے Islamic financing کے بارے میں جو کچھ کہا ہے I appriciate that اور اگرچہ ہماری

خواہشات تو کچھ اور ہیں لیکن بہرحال اس پر کام ہوا ہے اور سٹیٹ بنک آف پاکستان کے گورنر نے بھی اس میں بڑی دلچسپی لی ہے۔ ان کے پیپر بھی اس پر آئے ہیں میں نے خود پڑھے ہیں۔ Islamic banking کا اس وقت ایک سلسلہ چل پڑا ہے تو اس کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ میری تجویز یہ ہوگی کہ اگر اس سلسلے میں Agriculture Bank اور SME بینک کو شامل کیا جائے تو غریب لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ وہاں Islamic financing اور مضاربہ اور دوسرے جتنے Islamic financing کے modes ہیں ان کو اگر adopt کیا جائے تو ہم Islamisation کے process کو بھی تیز کر سکیں گے اور اس سے small and medium size entrepreneur کو اور زراعت سے وابستہ غریب لوگوں کو اس سے فائدہ ہوگا۔ اس لئے میری اس ایوان سے گزارش ہے کہ recommendation کو پاس کیا جائے کہ SME بینک جو قرضے دیتی ہے اس پر 9% سے سود کم کر کے 5% کر دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ پروفیسر ابراہیم صاحب۔ جی ڈاکٹر ساعد صاحب۔

Short and brief like the Professor.

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساعد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

First of all Mr. Chairman, allow me to compliment you on the very relaxed and dignified manner in which you are conducting this House.

اس کے بعد جناب! میں آپ کی توجہ اس motion کی Serial No.1 کی طرف متوجہ کرانا چاہتا ہوں۔ چیئرمین صاحب! بجٹ میں سفارش کی گئی ہے کہ وہ صارفین جو سو یونٹ سے زیادہ بجلی استعمال کرتے ہیں ان کے بجلی کے بل میں 25 روپے ماہوار کے حساب سے TV کے لائسنس کا بل بھی شامل ہو گا۔ اس میں دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ حکومت نے TV users کو کچھ relief دیا ہے حالانکہ یہ بالکل صحیح نہیں ہے۔ اس کے لاگو ہونے سے صارفین کو بیشمار مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا، اس لئے کہ اس وقت ملک میں TV Sets کی تعداد 22,58,454 ہے اور یہ جو official hand book ہمیں دی گئی ہے اس میں بھی یہی تعداد بتائی گئی ہے۔ بجلی کے کنکشنوں کی کل تعداد جس پر کہ بجلی کے بل آتے ہیں ایک

اندازے کے مطابق 90 لاکھ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک گھر میں اگر بجلی کا کنکشن ہے تو ضروری نہیں ہے کہ TV set بھی ہو۔ اس طرح 28 لاکھ ایسے گھرانے ہیں کہ جن کے ہاں بجلی تو ہے لیکن ان کے پاس TV set نہیں ہیں۔

اب یہاں پر چیئرمین صاحب! دو مسائل سامنے آئیں گے۔ پہلا یہ کہ ان 28 لاکھ صارفین کو ثبوت دینا ہوگا کہ ان کے پاس TV set نہیں ہیں ورنہ ان کے بجلی کے جو بل آئیں گے ان میں TV کی فیس بھی شامل ہو گی اور اس کے لئے ان کو declaration دینا ہوگا؛ چاہے وہ Affidavit کے ذریعے ہو' چاہے وہ واپڈا کے survey کے ذریعے ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت تکلیف دہ کام ہے۔ دوسرا یہ کہ جو بجلی کا 100 unit اور 100 unit سے زیادہ کا استعمال ہے اس کو کیسے determine کیا جائے گا' آیا یہ month to month basis پر ہو گا؟ یا سال کے average پر ہو گا؟ یا یہ climax consumption پر ہوگا؟ Climax consumption یہ ہے کہ اگر آپ نے پورے سال کے ایک مہینے میں 100 unit یا 100 unit سے زیادہ استعمال کئے ہیں تو سال کے ہر مہینے میں آپ کو TV کا بل بھی ادا کرنا ہو گا۔

چیئرمین صاحب! آپ میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ میں اور power generating companies کے متعلق نہیں کہہ سکتا لیکن ملک میں عام احساس یہ پایا جاتا ہے کہ Wapda is the most inefficient, the most corrupt organization of this country. یہ بجلی کنکشن پر بھی رشوت لیتے ہیں' یہ دفتر میں بیٹھے بیٹھے without reading the meters بل تیار کرتے ہیں اور اگر آپ complaint کر دیں کہ آپ کے گھر میں یا آپ کے پاس بجلی کا break down ہوا ہے تو there will be no response, absolutely no action. اس سے جناب چیئرمین! ہماری کافی بدنامی ہو گی۔ فی الحال خوشی سے' اپنی مرضی سے TV fee دیتے ہیں اور انہوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا کہ اس قسم کا کوئی نظام لاگو کیا جائے۔ میری درخواست ہے کہ اگر آپ TV لائسنس کی فیس کم نہیں کر سکتے تو خدارا آپ لوگوں کو پریشان نہ کیجئے اور اس proposal کو واپس لیجئے۔ Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ ڈاکٹر ساعد صاحب۔ very brief and nice. جی.

ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی۔ جناب چیئرمین! بہت مہربانی۔ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے پر بولنے کی اجازت دے دی۔ سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے یہ ثابت کر دیا جس طرح اس بار آپ نے ایوان چلایا، میں سمجھتا ہوں کہ پورے سال میں یہ انشاء اللہ ایک ریکارڈ ہوگا۔ میں شوکت عزیز صاحب کا بھی انتہائی مشکور ہوں۔ گو کہ اس سے پہلے بھی میں نے point raise کیا تھا کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے اس ہاؤس کو اس دفعہ نظر انداز کیا، ایک ہفتے کی debate میں ایوان بالا ہونے کے باوجود بھی انہوں نے یہاں آ کر پانچ منٹ بیٹھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی اور نہ ہمارے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ everyday he was sitting in the National Assembly. یہ ایک گلہ ہے۔ نمبر دو، جو پاکستان میں powerful person ہے اس کا نام شوکت عزیز ہے وہ کم از کم ہمارے درمیان موجود ہے، اگر وزیر اعظم نہیں ہیں تو وہ انشاء اللہ ان کی کمی پوری کریں گے۔ پیرا ۵ میں ہے کہ the expenses of the Presidency and Prime Minister be reduced by 25 per cent. یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ ایک غریب ملک میں ایوان صدر اور وزیر اعظم ہاؤس کے اخراجات انتہائی زیادہ ہیں کیونکہ آپ دوسرے یورپ کے ممالک کا مقابلہ کریں تو وہاں انتہائی سادگی ہے، تو جو ذمہ دار ہاؤس ہوتے ہیں ان کے اخراجات بالکل limited اور محدود ہوتے ہیں تاکہ وہ دوسرے اداروں کے لئے ایک مثال بن جائیں کہ جب ایوان صدر یا وزیر اعظم ہاؤس کے اخراجات کی یہ limit ہے تو دوسرے ادارے بھی اس کی مثال لے لیں اور وہ بھی سادگی اپنائیں۔ لیکن جناب! یہاں پر وزیر اعظم ہاؤس کے اس بجٹ میں 22 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ اس غریب ملک میں انتہائی زیادہ ہیں اور اس ملک کا بجٹ اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ مختلف مدوں میں allowance, repairs وغیرہ میں انہوں نے جو بھی figures دیئے ہیں، ایسے figures بھی ہیں کہ وہاں خواہ مخواہ پیسے ضائع ہو رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو سفارش کی ہے کہ یہ 25% کمی کی جائے، اس کو منظور کیا جائے۔

اسی طرح 21 کروڑ روپے اس سال کے دوران ایوان صدر کے اخراجات ہیں تو میں

سمجھتا ہوں کہ ایوان صدر بھی ایک مثال قائم کرے۔ اگر شوکت عزیز صاحب نے مہربانی کی ہے تو میں مشرف صاحب سے درخواست کرتا ہوں کو وہ اخلاقی طور پر کہیں کہ 21 کروڑ سے کم کرکے دس کروڑ پر میں اکتفا کرتا ہوں تاکہ پوری قوم اس بات کو سراہے اور پوری قوم اس کی تعریف کرے کہ شوکت عزیز نے اپنا کام دکھایا لیکن صدر صاحب نے خود محسوس کیا کہ اتنی بڑی رقم اس ملک اور قوم کے اوپر ایک بوجھ ہے لہذا ہم نے جو 24% کمی کی تجویز دی اس پر عملدر آمد کیا جائے۔

اس کے علاوہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کے باہر کے دورے ہوتے ہیں اور صدر صاحب کے باہر کے دورے ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ جو سٹاف جاتا ہے وہ بھی اربوں کے حساب سے اس ملک پر بوجھ ہے، وہ اس میں شامل بھی نہیں ہے۔ یہ غریب ملک ہے یہاں 95% غریب لوگ ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں جن کے چھ بچے ہیں اور سر چھپانے کے لئے ان کے پاس گھر بھی نہیں ہے، ایسے بھی ہیں ان کو وہ تعلیم بھی نہیں دلا سکتے۔ ایسے بھی ہیں جو ان چھ بچوں کو سکول میں داخل بھی نہیں کرا سکتے ہیں۔ وہ ان کو سوکھی روٹی بھی نہیں دے سکتے۔ اس ملک میں ہماری population کا 95% غریبوں پرمشتمل ہے۔ اس ملک میں اتنی بڑی رقم مختص کی گئی لیکن ان میں غریبوں کا حصہ نہیں ہے یہ انتہائی زیادتی ہے۔ لہذا اس ہاؤس کے توسط سے میں شوکت عزیز سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان مدوں میں خصوصی طور پر دیکھ لیں کیوں کہ یہ پھر ملک کے لئے ایک مثال بنے گی کہ انھوں نے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے غریبوں کا خیال کیا ہے۔ یہ غریب اور عام public اس کو سراہیں گے کہ واقعی یہ بجٹ حقائق پر مبنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سفارش حقائق پر مبنی ہے اور شوکت عزیز صاحب مہربانی فرما کر اس کو consider کریں اور 5% ان اخراجات میں کمی کی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بلیدی صاحب بہت شکریہ۔ جی رحمت اللہ کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۝ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۝ جناب چیئرمین! میں بحیثیت چیئرمین سینیٹ جناب سومرو صاحب اور آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ حضرات کی قیادت میں اس مرتبہ Senate of Pakistan

کی شنوائی کے آثار دکھائی دے رہے ہی۔ گزشتہ سال تو سینیٹ کو wilfully bypass کیا گیا۔ اللہ کرے کہ اس دفعہ وہ practice نہ دہرائی جائے۔ میں جناب! شوکت عزیز صاحب کو ان کی انتھک محنت پر، جناب Minister Health Mr. Naseer صاحب، جناب بابر غوری صاحب، پروفیسر خورشید صاحب، رضا ربانی صاحب، اور عباسی صاحب جتنے بھی معزز اراکین اس سینیٹ کمیٹی کے تھے اور چیئرمین فنانس کمیٹی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتفاق رائے سے کچھ نہ کچھ سفارشات تو یکجا کر لی ہیں۔ شوکت عزیز صاحب سے یہ امید اور توقع ہے کہ وہ ان سفارشات کو اس بجٹ کا حصہ بنائیں گے۔ میں اس معزز ایوان کا زیادہ وقت تو نہیں لوں گا۔ دو، چار مختصر گزارشات ہوں گی۔ ایک تو الحمد للہ اس وقت ملک میں پارلیمنٹ موجود ہے، جمہوریت جس بھی شکل میں ہے، اس وقت موجود ہے تو پھر National Security Council پر جو heavy amount 22. 451 million کے خرچ کرنے کی تجویز ہے، اب اس ادارے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ پارلیمنٹ لے بس ہے، اس کے اراکین خدا نخواستہ نا اہل ہیں اور اتنے گئے گزرے ہیں کہ جو 10 تا 12 ممبران National Security Council کے ہوں گے وہ عقل کل ہیں یا یہ پارلیمنٹ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آج بانگ دہل اس کا اعلان کیا جائے کہ supremacy of Parliament چار، چھ افراد سے ہر قیمت پر زیادہ ہے۔ پارلیمنٹ کی بالادستی ہو گی تو ملک بین الاقوامی سطح پر باوقار اور جمہوری ممالک کی صفوں میں موجود ہو گا۔ اگر بات گول مول ہو گی تو international response-بھی ہو گا۔ مجھے امید ہے کہ شوکت عزیز صاحب اس بارے میں اگر ان کا بس چل سکے تو اس خرچہ کو بھی ختم کیا جائے۔

سینیٹر نثار احمد میمن: یہ لکھا ہوا پڑھ رہے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: No, he has got some facts and figures.

انہیں پڑھنے دیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: نثار میمن صاحب اس دن کتابوں سے پڑھ رہے تھے، ہمیں جٹ سے بھی نہیں پڑھنے دیا جا رہا۔ میں ان کے objection کو welcome کرتا، انشاء اللہ وقت پر اس کا جواب دیں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ بجٹ میں جو Computers پر tax یا

duty propose کی گئی ہے، چاہے جس شکل میں ہو، اگر اس کو سرے سے ختم کیا جائے تو اس سے ملک کے تمام تعلیمی ادارے، طلباء بلکہ عام ماحول اس سے مستفید ہو گا۔ Luxurious گاڑیوں پر جو duty کی بات ہے، دور سے اس کو دیکھا تو جاسکتا ہے، ایک عام شہری اس کو دیکھ سکتا ہے لیکن اس کو touch کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تو پھر ان luxurious گاڑیوں کو import کرنے کی یا ان پر duty کم کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ میں انتہائی ادب سے عرض کروں گا کہ cosmetics پر جو duty ختم کی گئی ہے جس کو ہم عام فہم زبان میں سرخی پاؤڈر کہیں گے، کیا سرخی پاؤڈر ہماری قومی ضرورت تھی؟ کیا سرخی پاؤڈر کے بغیر ہم نہیں جی سکتے تھے؟ اس پر 500% duty عائد کی جائے۔ تا کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے بہت سی خواتین کو ناراض کر دیا ہے۔ کاکڑ صاحب ذرا جلدی، I think you have passed behind your time limit.

سینیٹر آغا پری گل: نہیں، سرخی، پاؤڈر کی بات ہی نہیں کرنی چاہیے مولویوں کو۔ یہ کتنی غلط بات ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیے ناں ان کا بھی دل ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: بہت غلط بات ہے، بہت غلط بات ہے۔ اب آپ دیکھیں ان کے دماغ میں سرخی پاؤڈر زیادہ جمع ہوا ہے۔ نکالیں اس سرخی پاؤڈر کو۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ: میں نے اس معزز ایوان سے پہلے ہی معذرت کی تھی۔ میں کسی کا نام نہیں لیتا۔ میں پوری قوم کے لیے اس کو ضرورت نہیں سمجھتا۔

Edible Oil پر 15% جو duty عائد کی گئی ہے۔ اب خوردنی تیل جیسی چیز پر بھی اگر duty لگائی جائے تو پھر عام آدمی جس کا اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں وہ کہاں جائے گا۔

Fertilizers پر DAP کھاد کا بطور خاص ذکر ہے جس پر Rs.100/- فی بوری کم کرنے کی تجویز ہے۔ حکومت کے پاس کون سا criterion ہے جس سے یہ قیمتوں کو control کریں گے اور Rs.100/- کی duty کم کرائیں گے۔ اس کے لیے تمام قسم کی کھادوں پر اس duty کو کم کیا جائے اور اس کے لیے check and balance کا کوئی system قائم کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بس کریں کاکڑ صاحب، کچھ زیادہ ہوگیا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب! tractors کی import پر کھلی پالیسی رکھی جائے irrespective of their horse power capacity. Reconditioned Cars کے بارے میں پالیسی خاموش ہے اس پر once for all فیصلہ ہونا چاہیے۔ خفیہ deals چل رہی ہیں، جو نئے assemblers ہیں وہ اپنا کام چلا رہے ہیں۔

بلوچستان کے حوالے سے dams کی سخت ضرورت ہے۔ شیرپاؤ صاحب کو نوٹ کرایا جائے۔ اس کو صوبائی معاملہ نہ سمجھا جائے۔

House Building Finance Loans کی کوئی ایسی صورت نکالی جائے کہ کم سے کم percentage کے ساتھ اسلامی طریقے سے اس کو introduce کرایا جائے۔ بلوچستان، Frontier, Interior Sindh اور Interior Punjab کے لیے بطور خاص میں Lower Punjab کی بات کروں گا، ان کے لیے خصوصی packages announce کیے جائیں۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. I will now put the recommendations before the House.

جواب انہوں نے دے دیا ہے۔ Do you want his answer. اچھا آنے دیں ان کو۔ وہ کہاں ہیں۔ اچھا wash room گئے ہوئے ہیں۔ So, can we wait for about couple of minutes. اچھا آگئے ہیں وہ۔ دیکھیے وہ آگئے ہیں، we have no time. اچھا چلیں دو منٹ۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگلزئی: سب سے پہلے میں اس ہاؤس کو اور اس ہاؤس میں جنہوں نے اہم role ادا کیا ہے، ہمارے فاضل اراکین ایوان بالا نے، اس کی نوک پلک درست کرنے میں اور جس نپے تلے انداز میں انہوں میں اپنی تجاویز دی ہیں۔ میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چاہے وہ ayes side سے ہیں یا noes side سے ہیں۔ لیکن سب سے بنیادی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! ایک اسلامی مملکت ہونے کی بناء پر اور آئین کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ہم ملک میں اسلامی قوانین violate کرنے والے جو فرامین یا احکامات ہیں ان سے بچا جائے

اور ہمیں اپنے مالیاتی بل کو مکمل طور پر سود سے پاک اور مبرا قرار دینا چاہیے تھا ۔

میں یہ نہیں سمجھتا ۔ پہلے تو ہمیں عوام کے بچوں کو بھی ٹھاٹھ باٹ کے سکولوں میں جہاں ایک طبقے کے بچے سکول میں پڑھتے ہیں وہاں ٹاٹ والے سکول میں پڑھنے والوں کو بھی سہولیات مہیا کرنی چاہییں تھیں لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اگر ٹھاٹھ باٹ کے سکول نہیں دے سکتے تو کم از کم ان کو ٹاٹ تو دے دیں جی ۔ آپ یقین کریں کہ ہمارے علاقے کے بچے سکول کے درختوں کے سائے میں بیٹھ کر پڑھائی کرتے ہیں ۔ میں آفرین دیتا ہوں ان والدین کو جو چھ چھ ، سات ، سات میل سکول میں پڑھنے کے لئے لے جاتے ہیں تاکہ ان کے بچے بھی باشعور بن سکیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : دیکھیں please, اصل point پر آ جائیں ، کہانی ختم کریں ، point پر آ جائیں ۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی : میں point پر آتا ہوں ۔ ہم نے جناب ! ترامیم تجویز کی ہیں۔ جناب شوکت عزیز صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ٹی وی لائسنس کی فیس ماہانہ پچیس روپے بجلی کے بلوں میں رکھنے کی جو تجویز رکھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے ملک میں بدعنوانی اور کرپشن کی ایک کھڑکی کھول دی گئی ہے ۔ اب وہی meter reader جو پہلے بھی کرپشن میں ملوث تھا۔ اب وہ حکومت کو تین سو روپے دینے کے بجائے جو TV holders ہیں ، ان سے سو روپیہ سالانہ لے کر وہ جو بائیس کروڑ لوگوں کے ذریعے جمع کر کے خزانے میں جمع کرنے تھے ان کا سودا وہ بائیس لاکھ میں لگائے گا ۔ کیونکہ جو اعداد و شمار ہمیں موصول ہوئے ہیں ان میں بائیس لاکھ اٹھاون ہزار چار سو چون ٹی وی لائسنس ہیں ۔ اب اگر سو روپے کے حساب سے میٹر ریڈر لے لے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بائیس کروڑ روپے سے بھی زیادہ ہو جائیں گے ۔ تو یہ قومی خزانے میں آنے والی چیز نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ لیاقت صاحب ۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی : جناب ! میری تقریر تو بڑی لمبی ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : نہیں ، نہیں آپ نہ ہی کریں تو بہتر ہے ۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی: صرف ایک پوائنٹ جی کہ یہ عوامی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس ایوان کی طرف سے مشترکہ (common) اس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مجھے امید ہے کہ یہاں سے بھی کوئی مخالفت نہیں کرے گا۔--------

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں، مخالفت کی بات نہیں ہے۔ وقت کی بات ہے۔ سات آدمی تھے سات آدمی بول چکے ہیں۔

Senator Haji Liaqat Ali Bangulzai: I will take only two minutes, it does not matter.

Mr. Acting Chairman: Two new minutes.

Senator Haji Liaqat Ali Bengalzai: Yes.

Mr. Acting Chairman: Alright, two new...

(قہقہے)

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی: جناب! اگر وہ بائیس کروڑ روپے خزانے میں جاتے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن آپ یقین کیجیئے کہ یہ پھر خزانے کے بجائے ایک کرپشن اور بدعنوانی کی کھڑکی کھول دینے کے مترادف ہے۔ جناب شوکت عزیز صاحب ہمارے بڑے سینئر ماہر اقتصادیات ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے ایسا وزیر خزانہ دیا جو ہر معاملے میں اقتصادیات کے پہلو مدنظر رکھتا ہے۔ یہ چیزیں ذرا write off کر دیں، بس ختم کردیں جی۔ السلام علیکم۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی وزیر با تدبیر صاحب۔

سینیٹر شوکت عزیز (وفاقی وزیر برائے خزانہ): جناب چیئرمین! جو recommendations معزز اراکین سینیٹ نے دی ہیں یہ اس کی پہلی کھیپ ہے۔ اس میں چھ points تھے بلکہ سات points تھے۔ کل بڑی خوش اسلوبی سے سینیٹ میں متفقہ طور پر بجٹ پر تجاویز پیش کی گئیں جن پر کل discussion بھی ہوئی اور ہماری کوشش ہو گی کہ ان میں سے جو بھی proposals favourably consider ہو سکتی ہیں وہ ہم کریں تاکہ سینیٹ میں

اور سینیٹ کی Finance Committee نے جو اتنی محنت سے تجاویز پیش کی ہیں ان کو ہم عملی جامہ پہنائیں۔

جہاں تک آج کی proposals کا تعلق ہے، پروفیسر خورشید صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اسی بجٹ میں اور میری تقریر میں بھی بہت واضح طور پر میں نے ذکر کیا کہ SMEs ہماری معیشت کے لیے engine ہوں گے۔ تو جو post budget Press conference ہوئی میں نے اس میں ذکر کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب جو چھوٹے اور درمیانی درجے کے تجارتی مراکز ہیں یا کار خانے ہیں ان میں growth ہو گی اور کسی بھی معیشت میں آپ دیکھ لیں، پروفیسر خورشید صاحب جو ہمارے بزرگ بھی ہیں، ہم ان کی بہت عزت کرتے ہیں انہوں نے دوسرے ممالک کے اعداد و شمار پیش کیے۔ پاکستان میں بھی ہماری کوشش ہے کہ یہ trend بڑھے کیونکہ SME sector میں اب صحیح job creation ہو گی اور industrial activity ہو گی اور بہت سارے بڑے کارخانے بھی SME پر depend کرتے ہیں۔ سب سے اچھی جو اس کی example ہے وہ auto industry ہے۔ ہزاروں چھوٹے چھوٹے automobile supplier کے parts supply کرتے ہیں۔ اسی لیے ہم نے limit پچاس لاکھ کر دی ہے اور انشاء اللہ امید ہے جو reaction آیا ہے SME sector کا وہ بہت favourable ہے اور اس سے میری نظر میں اس sector میں کافی بہتری آئے گی۔

دوسری چیز جو ہم نے کی ہے جناب چیئرمین! وہ یہ ہے کہ raw-material tariffs میں بہت نمایاں کمی کی گئی ہے تاکہ وہ refund اور rebate لینے کے چکروں میں نہ پڑیں اور اپنے کاروبار کو آسانی سے چلائیں اور میں اس کی ایک مثال بھی دیتا چلوں۔ ڈیڑھ سال پہلے بلکہ pre-budget ہی ہم نے کر دیا تھا، پنکھے کی صنعت پر اس کے raw-material کی duties پر ہم نے کمی کی تھی اور آج آپ دیکھیں اس کی production کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے اور یہ بھی small and medium enterprise ہے اور exports میں اب ہم چین اور ہندوستان کے پنکھوں کا مقابلہ کر رہے ہیں کیونکہ raw-material کی price ہم نے بالکل کم کر دی تھی۔ تو SME sector معیشت کی جان ہے، اس کے لئے ہم سے جو کچھ ہو سکتا ہے کریں گے۔ اسی سے link تھا کہ SME بنک کے قرضے، جیسے کہ معزز بھائی نے بات کی، پروفیسر ابراہیم کے

comments تھے' اس کا میں ذکر کر رہا ہوں' اسی بجٹ میں rates ہم نے کم کر کے single digit کر دیئے ہیں اور اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ معیشت میں جو fiscal deficit control کر کے ہم نے خسارہ کم کیا ہے' اس کا monetary policy پر بھی اچھا اثر پڑ رہا ہے۔ اسی لیے interest rates میں کمی آ رہی ہے۔ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ SME Bank, Small Business Finance Corporation اور RDFC کے merger سے بنا تھا' یہ دونوں ادارے تقریباً ناقص ہو چکے تھے خراب policies اور management کی وجہ سے' اب آہستہ آہستہ ان کو ٹھیک کیا ہے اور اب SME Bank نے اگلے مالی سال کے لیے بڑے aggressive plans بنائے ہیں' ان کی ہنرمند سکیم ہے' اور سکیمیں ہیں تاکہ SME sector کو زیادہ سے زیادہ پیسہ دیں مگر ہم SME sector کو ایک ادارے کا hostage نہیں رکھنا چاہتے ۔ زرعی شعبے پر بھی میں آؤں گا اور وضاحت کروں گا کہ جیسے زرعی شعبے میں ZTBL ہے یا زرعی ترقیاتی بنک ہے' SME sector میں صرف SME بنک نہیں ہے' سارے کمرشل بنک اور leasing companies اب small and medium enterprises کو قرضے دے رہے ہیں۔ اگر آج آپ چھوٹے اور درمیانے درجے کے کارخانے دیکھیں تو No.1 supplier of capital is leasing companies. چھوٹی چھوٹی مشینیں lease کر کے وہ دے دیتے ہیں' آسان قسطوں پر وہ ادا ہو جاتی ہیں اور اس طرح business میں اضافہ ہوتا ہے اور فروغ ہوتا ہے۔

جیسے جیسے دنیا بدل رہی ہے اور ہماری معیشت بھی بدل رہی ہے ہمیں بھی اپنے ذہن میں ایک paradigm شفٹ کرنا ہے۔ Paradigm شفٹ کی بات ہوئی تھی' پروفیسر خورشید صاحب نے کی تھی۔ Paradigm شفٹ یہ ہے کہ اب یہ ادارے یا معیشت کے جو اہم جزو یعنی زراعت اور SME اب کسی ایک ادارے کے hostage نہیں ہیں۔ میں بڑی عزت اور معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ اب یہ thinking اپنے دماغ سے نکال دیں۔

جناب چیئرمین! آپ زراعت کے شعبے کی طرف آئیں۔ زرعی ترقیاتی بنک اس سال commercial banks کی نسبت کم قرضے دے گا ۔ یہ نہیں ہے کہ اس نے اپنے قرضے دینا کم کر دیئے ہیں ' ایسا نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ demand بڑھ گئی ہے' مارکیٹ بڑھ گئی ہے' availability of resources بڑھ گئے ہیں' درمیان میں commercial banks آ گئے ہیں اور

ہم انہیں encourage کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں کل صبح ملتان جا کر Zarai Credit Cards کی scheme launch کر رہا ہوں۔ یہ بھی ایک نئی product ہے۔ بجٹ کے بعد زرعی ٹریکٹر سکیم آ رہی ہے۔ یہ سکیمیں پوری طرح private sector کی ہیں۔ یہ کسانوں کو ٹریکٹر lease پر دیں گے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اب paradigm shift ہو رہی ہے۔ ہمیں بھی اپنی thinking بدلنی چاہیے۔ اب سرکاری اداروں کا role دن بدن کم ہو جائے گا۔ جیسے جیسے نجی ادارے آگے آئیں گے، وہ ایسی services provide کریں گے۔

جناب والا! اجازت ہو تو میں ایک کاغذ دیکھ لوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ دو کاغذ دیکھ سکتے ہیں۔

سینیٹر شوکت عزیز: میں یہ پہلا کاغذ دیکھ رہا ہوں۔ یہاں یہ بات بھی کی گئی ہے کہ defence budget کم کیا جائے۔ پروفیسر غفور صاحب نے اس سلسلے میں اپنے دلائل پیش کئے ہیں۔ کل میں نے اپنی winding up speech میں اس کے بارے میں کافی ذکر کیا تھا اور اس کی coverage آج اخبارات میں آئی ہے۔ جناب والا! اس سال ہمارے دفاعی اخراجات میں 7% اضافہ ہوا ہے۔ اس میں تنخواہیں وغیرہ بھی شامل ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم دنیا کے ایک ایسے خطے میں رہ رہے ہیں جہاں geo-political factor ایسے ہیں کہ ہم دفاع کو نظر انداز نہیں کرسکتے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم نے پاکستان کی سالمیت کے لئے credible defence اور credible deterrence رکھنا ہے۔ اگر یہ credible deterrence نہیں ہو گی تو لوگ ہمیں بری نگاہ سے دیکھ سکتے ہیں اور پھر اس کے ملک پر اچھے اثرات نہیں ہوں گے۔ اسی لئے ہم اکثر کہتے ہیں اور میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ملکی دفاع پر compromise نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ملک کو ہم نے اتنے دفاعی اخراجات provide کرنے ہیں جن سے ہمارا credible defence and deterrence رہے۔ مزید یہ کہ ہم نے اپنی افواج کو modernize بھی کرنا ہے۔ نئی technology سامنے آ رہی ہے، نئی techniques سامنے آ رہی ہیں۔ اب تو war theory بدل رہی ہے۔ اب تو defence کی theory بدل گئی ہے۔ technology نے بڑی change پیدا کر دی ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اس کے ساتھ چلنا ہے

اور اگر آپ defence اخراجات کو دیکھیں ، جیسے میں نے کل بھی جناب چیئرمین ! آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ان کو measure کرنے کا صحیح طریقہ as a percentage of GDP ہے ۔ ساری دنیا میں یہی ہوتا ہے ۔ Defence expenditures are on the percentage of GDP ہوتے ہیں۔ اس سال اس میں پھر کمی آئی ہے۔ میں نے کل بھی آپ کی خدمت میں اعداد و شمار پیش کئے تھے۔ 1990 میں چھ فیصد سے زیادہ ہوتا تھا۔ اب یہ چار فیصد سے بھی کم ہو گیا ہے اور انشاء اللہ یہی trend رہے گا۔ اگر آپ معیشت کی مجموعی حالت دیکھیں تو defence کے اخراجات بڑھ تو رہے ہیں اور یہ سات فیصد بڑھے بھی ہیں لیکن real term میں نہیں بڑھے ہیں but as compared to the percentage of GDP یہ کم ہیں۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی واضح کر دوں کہ اگر ملکی دفاع اور ملکی عزت و بقاء کے لئے کسی قسم کے بھی اخراجات ہمیں کرنے پڑے تو ہمیں یہ اخراجات ادا کرنے ہیں۔ یہ تو ہماری defence establishment نے بڑا tight بجٹ بنایا ہے۔ بڑا مثبت بجٹ بنایا ہے جسے ہم انشاء اللہ پورا کریں گے۔

جناب والا ! اس کے علاوہ Presidency and Prime Minister Houses کے اخراجات کے متعلق بات کی گئی ہے۔ اس میں بھی اگر آپ مجموعی طور پر دیکھیں کہ پہلے total expenditure کی percentage کیا تھی اور اب کیا ہے ؟ جناب والا! اب اس میں ہر سال بہتری آ رہی ہے۔ یہ سارے public expenditures ہیں۔ اس میں ساری details سامنے ہیں اور صاف و شفاف طریقے سے خرچ کیے جاتے ہیں میری نظر میں اگر آپ over all دیکھیں۔ صدر صاحب کے آفس ،وزیر اعظم صاحب کے آفس کی requirements ہوتی ہیں۔ باہر سے Head of State آتے ہیں ہمارے وزیر اعظم صاحب اور صدر صاحب باہر جاتے ہیں تو minimum expenditures ہوتے ہیں ۔ جناب چیئرمین ! میں اتنا بتا دوں کہ life style میں دونوں دفاتر میں کوئی ایسا خرچہ نہیں ہے جس کو آپ کہہ سکیں کہ یہ ostentation ہے بلکہ دونوں دفاتر میں بڑی سادگی سے اخراجات کیے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین ! اب بجلی کی بات کرتا ہوں۔ آئیٹم نمبر ۲۔ بجلی کے ٹیرف میں کچھ کمی کی گئی ہے لیکن ابھی بجلی کے سیکٹر میں بجلی پیدا کرنے کے ہمارے جو اخراجات ہیں وہ کافی

زیادہ ہیں - ہائیڈل بجلی سب سے سستی ہوتی ہے - اس میں تھوڑا اضافہ ہوا ہے اور حکومت کی strategy یہ ہے کہ مہنگے فرنس آئل کی بجائے ہم اپنا ہائیڈل use کریں اورگیس use کریں لیکن ہمارے کچھ IPPs کافی مہنگے ہیں اور جیسے جیسے ان کی cost کم ہو رہی ہے اور اگلے کچھ سالوں میں ان کے contracts ختم ہو جائیں گے اور debt کم ہو رہی ہے تو ٹیرف میں آہستہ آہستہ کمی آئے گی تو ابھی بھی اگر آپ واپڈا اور KESC کو دیکھیں۔ جناب چیئرمین ! تو واپڈا کے Ac 0.300 units کے consumers کے لیے واپڈا 62 ارب روپے subsidy دے رہی ہے۔ پھر وہ بل وفاقی حکومت کے پاس آ جاتا ہے اور line losses, distribution losses, leakages, hi-fuel cost آج کل آپ دیکھیں کہ fuel بہت بڑھ گیا ہےتو ایک سوچی سمجھی strategy کے تحت ہم اس کو کم کر رہے ہیں۔ ہم distributions companies کو بھی unbundle کر رہے ہیں تاکہ اس area کے distribution کی management accountable ہو' اگر line losses ہو رہے ہیں تو اسی علاقے کا distribution کا جو انچارج ہے جو چیف ایگزیکٹو ہے وہ پھر accountable ہوگا اگر ایک بہت بڑا structure ہوگا تو اس کی management میں مشکلات ہوں گی - یہ plan بن چکا ہے - کافی سالوں سے بنا ہوا تھا اور اب اس کی execution میں speed کررہے ہیں تو ہر سال ہمارے ۳۰ سے ۵۰ ارب روپے اس سیکٹر میں subsidy میں جاتے ہیں کبھی بڑھ جاتے ہیں کبھی کم ہو جاتے ہیں تو اس میں فی الحال جو گنجائش تھی وہ ہم نے کر دی ہے -

دوسرا issue National Security Council کا تھا - وہ تو ادارہ قائم ہو چکا ہے اور پارلیمنٹ نے ہی اس کو بنایا ہے - پارلیمنٹ کی بالادستی کو ہمیں respect کرنا پڑے گا اور وہ قانونی ادارہ ہے اس کے لیے کچھ مناسب funds ہم نے دے دیئے ہیں۔

جناب چیئرمین! آخری point ٹی وی کے بارے میں بجلی کے بلوں کا تھا تو اس کی detail لے کر اور ممبروں کی رائے لیکر اس کو re-examine کریں گے اور شیخ رشید صاحب میرے colleague ہیں میں ان سے بھی discuss کروں گا لیکن جو میں نے تحقیقات کی ہیں وہ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ چیئرمین صاحب! یہ ٹی وی لائسنس فیس میں اضافہ نہیں ، ہوتا یہ تھا کہ انسپکٹر وغیرہ گھروں میں جاتے تھے تو لوگ کہتے تھے کہ ہمارے گھر کی جو

privacy ہے وہ disturb ہو رہی ہے تو یہ طریقہ نکالا گیا کہ بجلی کے بل میں اسی amount کو یک دم نہ دیں، لمبی لمبی لائنوں میں ٹیکس دینے کے لیے نہ لگیں۔ بجلی کے بل تو دینے ہی ہوتے ہیں اس میں add کر دیں اب اس میں کچھ practical issues ہیں جو ممبران نے مجھے بتائے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ کچھ گھروں میں ایک سے زیادہ میٹر ہوتے ہیں۔ اس کا کچھ طریقہ نکالنا پڑے گا، کچھ گھروں میں ٹی وی ہے ہی نہیں جیسے ابھی بتایا گیا۔ جناب چیئرمین صاحب! اس میں بالکل واضح ہے کہ اگر کوئی بتا دے اور اپنے لوکل واپڈا آفس میں عرضی دے دے کہ ہمارے ہاں ٹی وی نہیں ہے تو وہ بل سے نکل جائے گا۔ یہ بالکل clearly understanding ہے۔ میں نے کل بھی پتا کیا تھا۔ اور پھر یہ کہ ایک سے زیادہ ٹی وی رکھنے کا یہاں پاکستان میں آج کل ایک رجحان چلا ہوا ہے کہ ایک سے زیادہ ٹی وی ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اور جو ٹی وی کی sales ملک میں ہو رہی ہیں اس سال کوئی آٹھ لاکھ سے دس لاکھ تک ٹی وی پاکستان میں بن رہے ہیں، یہ ریکارڈ ہے اور پھر باہر سے بھی آ جاتے ہیں but production is growing تو ہر گھر میں ایک سے زیادہ ٹی وی ہیں۔ اس لحاظ سے اگر لوگ صحیح ٹیکس دیں تو دو تین ٹی وی کے ٹیکس دینے پڑیں گے۔ اب یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ دیں گے تو سارا پورا ہو جائے گا۔ تو اس proposal میں کافی اچھائیاں بھی ہیں بلکہ میری نظر میں اس میں کافی positive aspects بھی ہیں but جو ممبران کی تشویش ہے، یہ میں شیخ صاحب سے discuss کروں گا اور انشاء اللہ اس کو ہم پھر دیکھیں گے۔

جناب چیئرمین! میں بھی آپ کو مبارکباد دوں گا جیسے سب ممبران نے دی ہے ماشاء اللہ ، in a very dignified way this House has been conducted which we accept sir, but I would say کہ کل جو ایک متفقہ resolution آئی تھی جس میں کافی items تھے، میری گزارش ہوگی کہ ان کو ہم قومی اسمبلی کو transmit کردیں۔ یہ جو ایڈیشنل ہیں ان کو ہم oppose کرتے ہیں اور ٹی وی کو ہم re-examine کرلیتے ہیں۔ میں شیخ صاحب سے رابطہ کرکے اس کے بارے میں بتا دوں گا۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ ہاؤس کی متفقہ رائے ہے کہ یہ جو resolution ہے ٹی وی

کے متعلق، جو سات items ہیں اس میں سے No.1 item پر پورا ہاؤس متفق ہے کہ یہ جو طریقہ کار نکالا گیا ہے بجلی کے بل میں ڈال کر یہ غلط ہے اور یہ عوامی مفادات کے خلاف ہے، اس کو ختم کیا جائے۔ یہ sense of the House ہے۔ ہم پہلے نمبر کو support کرتے ہیں اور ہم اس resolution کے اس حصے کے نمبر ایک کے ساتھ ہیں اور یہ اس پورے ہاؤس کی خواہش ہے کہ یہ بجلی کے بلوں میں شامل کیا جانا غلط ہے جو سابقہ طریقہ کار ہے اسی طریقہ کار پر چلا جائے۔۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Acting Chairman: Thank you. General Qazi Sahib, do you have a point on this.

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف قاضی: جناب چیئرمین! our experience has been کہ اگر آپ کے بجلی کے بل میں کوئی غلطی ہو جائے تو اس کو correct کرانے کے لئے آدمی ذلیل و خوار ہو جاتا ہے اور رشوت دے کر ٹھیک کرواتا ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ ٹی وی والا کام بھی جو ہے وہ بجلی والوں کے حوالے کردیں جناب! یہ طریقہ کار بالکل غلط ہے۔ یہ نہیں ہوناچاہیے۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Acting Chairman: Thank you. Wasim Sajjad Sahib! do you want to say something.

Senator Wasim Sajjad: Keeping in view the sense of the House, I would propose that this recommendation regarding T.V we should add it to those 32 points which were unanimously agreed, so it becomes 33.

(Thumping of desks)

Mr. Acting Chairman: Agreed by the House obviously.

Senator Wasim Sajjad: I would request Prof. Sahib, that he should delete item No. 1 from this list so that we can go on to 227 and not to item No. 1 which will go to the other list.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Yes Agha Sahib.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! یہ کہ اس کے ساتھ یہ ہاؤس سفارش کرتا ہے کہ اس کو بجٹ میں سے نکالا جائے اور سابقہ طریقہ کار پر بحال کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بھنڈر صاحب! ذرا اپنی رائے دیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ چونکہ ایک motion move ہوئی ہے، اس لئے Motion No.1 جو ہے آپ اس کو independently put کریں اور یہ carry ہو جائے اور یہ carry ہو کر ان سفارشات کے ساتھ چلی جائے گی، یہاں سے withdraw ہو جائے گی اور پھر فیصلہ وہ کریں گے لیکن باقی کی جو ہیں ان کو الگ put کریں۔ No.1 کو الگ put کریں۔

Mr. Acting Chairman: Now I will put the recommendations befor the House.

(The motion was adopted)

Mr. Acting Chairman: The motion is approved and will form part of the main recommendations. Now I will put the recommendations 2 to 7 moved by Prof. Khurshid Ahmed beore the House.

(The motion was rejected.)

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, under Rule, I would demand division. let it be counted.

Mr. Acting Chairman: Would you accept my decision if I count from here or you want a procedure,

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : آپ جو کریں گے۔

Mr. Acting Chairman : If you trust me I will do it.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : آپ سے اتنے خوش ہیں جو آپ کہیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : میں شاید آپ کے زیادہ گن دوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : نہیں، نہیں ہم آپ پر چھوڑتے ہیں۔

Mr Acting Chairman: Let us do it simply. those who are in favour of amendments 2 to 7 please rise in their seats.

(Counting was made.)

Mr. Acting Chairman: Please sit down. Those who are against 2 to 7.

(Counting was made.)

Mr. Acting Chairman: I think the noes have it.

(The motion was rejected)

Mr. Acting Chairman: Before I go on to the next item, I have an earnest request to the Finance Minister that he must make himself available today so that we finish these proceedings because

پھر انہوں نے پسوڑی ڈال دینی ہے۔

Senator Shaukat Aziz : I will be here sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Second thing Rabbani sahib, you have done a pincer move. It is a pincer move you have put in 10 recommendations separately at the roof of the think tank that you have put 3 in each. Do you want all 3 to speak on all 10 occasions and he speaks 10 times, every time.

Senator Mian Raza Rabbani: One main and the other 2 or 3 minutes.

ختم ہو جائے گا۔

Mr. Acting Chairman: Do you know, we are talking about mid-night.

Senator Mian Raza Rabbani: No, no, sir, we will finish it early.

جناب آپ شروع تو کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں شروع کرتا ہوں

let us get to a clear understanding, otherwise, I do not want to get into this. Let me sort it out with him.

رضا صاحب ایک تو پہلے آپ کو club کرنا چاہیے تھا ۔ We will suggest it Now we have done this.

Senator Mian Raza Rabbani: But, sir, this is within the rules.

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔

I know I am not saying it is not within the rules. It would not be here, but let us be merciful. Let us have one speaker each.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: آپ بسم اللہ کر کے شروع تو کریں ناں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بسم اللہ تو میں کر لوں گا پھر لاحول ولا آپ کس طرح پڑھیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: نہیں آپ کریں تو سہی we will do it.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: آپ کبھی ہماری بات بھی سن لیا کریں۔

Mr. Acting Chairman: Agha sahib you wanted to put this House in order.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین، یہ میں نے از راہ مذاق نہیں کہا تھا۔ میری گزارش بالکل درست ہے اور یہ ہے کہ یہ جو رپورٹ پیش ہوئی ہے اس میں کچھ items بلکہ بہت ساری items ایسی ہیں جو ممبران سینیٹ نے proposal کے طور پر پیش کی ہیں اور آپ نے کمیٹی کو refer کیں اور کمیٹی نے اس رپورٹ پر کچھ تو unanimously بھیج دیں جو کل یہاں ہاؤس میں put ہوئیں اور قومی اسمبلی کو بھیجنے کے لئے منظور ہوئیں، کچھ جو ان کی طرف سے dissent ہوئی تھیں وہ resolution کی صورت میں آ رہی ہیں۔ کچھ ایسی ہیں جو committees کو refer ہوئیں دس یا پندرہ دن میں ان کی رپورٹ نہ آئی تو پھر یہ ساری چیز ہوا میں رہ جائے گی اور اس کا فائدہ نہیں ہو گا۔ یہ proposals عوامی نمائندوں کی ہیں، ان پر Standing Committee نے جو recommendations دی ہیں وہ کچھ Water and Power، کچھ Commerce Committee کو refer کی ہیں اور کچھ Pension Committee کو refer کی ہیں کیونکہ کمیٹی تو supreme body نہیں ہے، یہ ہاؤس supreme body ہے، ان کی سفارشات پر اگر اس ہاؤس نے کوئی verdict نہ دیا تو ------

جناب قائم مقام چیئرمین: آغا صاحب میں سمجھ گیا ہوں جو آپ کہہ رہے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: نہیں please، سمجھنے سے پہلے نہ سمجھیں، میری بات سن لیں

جناب! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس پر جو Commerce Committee, Water and Power Commitee, اور Pension Commitee کی recommendations ہیں اس کی آپ کوئی limitation مقرر کریں۔ دیکھیں! Commerce Committee کی recommendations ایسی ہیں جو trade policy سے پہلے آنی چاہیئیں۔ اگر کمیٹی ہی بعد میں بیٹھی اور سفارشات مرتب نہ ہوئیں تو اس کا فائدہ نہیں ہو گا اور عوام ایک سال کے لئے اسی تذبذب کا شکار رہیں گے اور اسی مصیبت میں پھنسے رہیں گے۔ جو سفارشات درست ہیں اور ہونی چاہیئیں، یہ میری گزارش

ہے، اس پر آپ کوئی ruling دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آغا صاحب، بات یہ ہے کہ technically سات دن کے بعد، we cann't do anything بھنڈر صاحب do you have any views on this what Agha sahib has said?

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! اس میں یہ ہوتا ہے کہ جو ہم نے سفارشات پیش کی ہیں اور ہم توقع رکھتے ہیں کہ سیکرٹریٹ کی طرف سے وہ committees کو refer ہو جائیں گی۔ اس کے بعد committees اپنی meetings میں ان کو consider کریں گی، اس کے بعد ایک time limit ہے اور اگر اس time limit میں نہ آئے تو پھر committees کو time extend کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے we do hope کہ وہ اس معیاد میں آجائیں گی اور اگر نہیں آئیں گی تو پھر وہ committee extend کر کے، اگر فرض کیجئے ان میں زیادہ deliberations کی ضرورت ہے، ان کو دو تین committees کے----

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! میں بھی اتنا ہی پڑھا لکھا ہوں جتنے بھنڈر صاحب پڑھے لکھے ہیں۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ------

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب میں نے یہ claim نہیں کیا کہ میں ان سے زیادہ پڑھا لکھا ہوں اور میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ میں کامل علی آغا سے زیادہ پڑھا لکھا ہوں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب آپ ان سے پوچھ رہے ہیں، مجھ سے پوچھ لیں۔ میں بتا دیتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جیسے میں نے old auto parts کے متعلق تجویز دی تھی، اس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ بجٹ item نہیں ہے، یہ Commerce Committee کو refer کیا جائے۔ جناب! اب سنیں بھی، جس کو آپ نے سننا ہے اس کو آپ سن نہیں رہے۔

جناب! یہ item No.7 ہے، اب انہوں نے کہا ہے کہ this is not a budget item, referred to the Standing Committee on Commerce. حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی نے بہت اچھا کام کیا ہے، بڑی محنت کی ہے، بہت کچھ کیا ہے، جیسا کہ TV والے معاملے میں بھی Chairman Standing Committee نے ہمیں کہا کہ یہ ہو گیا ہے اور

بعد میں وہ recommendations میں نہیں آیا۔ اسی طریقے سے یہ item بھی بجٹ کی item ہے اور یہ انہوں نے Commerce Committee کو بالکل غلط refer کیا ہے؛ اس پر انہیں کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا چاہیے تھا اور قومی اسمبلی میں یہ سفارش کے طور پر پیش کی جانی چاہیے تھی لیکن اگر انہوں نے Commerce Committee کو refer کر دی ہے تو Commerce Committee اگر اسے trade policy کے بعد decide کرے گی تو پورا سال 6 لاکھ گھرانے اس مصیبت میں پھنسے رہیں گے۔ پچھلے کئی سالوں سے 6 لاکھ گھر برباد ہو چکے ہیں، بیروزگار ہو گئے ہیں، ان کے پاس کوئی کام نہیں ہے۔ آپ کو میں حقیقت بتاتا ہوں کہ تمام دکانوں پر یہ سامان موجود ہے، وہ سمگلنگ کے ذریعے آ رہا ہے اور افسر شاہی اس پر رشوت کھا رہی ہے۔ G.T. Road پر کراچی سے لے کر لاہور تک تمام شاہراہیں کسٹم والے بیچتے ہیں، فروخت کرتے ہیں اور وہاں پر سمگلنگ ہوتی ہے۔ جناب! اس قوم کے ساتھ جو مذاق ہو رہا ہے اسے ختم ہونا چاہیے۔ چھ لاکھ افراد کا روزگار بحال ہونا چاہیے۔ ہم کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم اس میں یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو import کرنے کی اجازت دی جائے، وہ چیزیں import کرنے کی اجازت دی جائے جو اس ملک کے اندر نہیں بن رہیں۔ یہ نہیں کہہ رہے کہ جو industry اس ملک میں لگی ہوئی ہے اس کو کوئی نقصان ہو، اس کے اوپر تین، چار سال پہلے ایک detailed discussion ہوئی، تین ministries نے بیٹھ کر list بنائی کہ یہ یہ items import ہو سکتی ہیں، باوجود اس کے کہ صدر پاکستان نے افسر شاہی کی powers curtail کرنے کی کوشش کی ہے لیکن جہاں پر ان کی چلتی ہے، جناب! میں آپ کو اپنی ایک سفارش کی بات بتاتا ہوں۔ مجھے Standing Committee کے چیئرمین صاحب نے بلوایا کہ آپ اپنی رائے دیں، لاہور چیمبر آف کامرس کی طرف سے ہمیں proposal دی گئی تھی کہ finished items پر بھی 25 % duty ہے اور raw material پر بھی 25 % duty ہے انہوں نے یہ propose کیا تھا، ہم نے آپ کو وہ تجویز پیش کی کہ جناب finished goods پر 25% duty ہے لیکن raw material پر 15 % کر دیں افسرشاہی کے بھائی صاحب مجھے یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہیروئن میں استعمال ہوتی ہے، ذرا غور کریں یہ افسرشاہی کا طریقہ ہے کہ جو بندہ اچھی proposal دے گا حالانکہ وہ ایک anomaly تھی جس کو ختم کیا جانا تھا اور لاہور چیمبر آف کامرس نے اپنا نمائندہ سمجھتے ہوئے ہمیں propose کیا کہ

یہاں پر سفارش کریں اور وہ item rexian PVC بنانے کی ہے ' اس کے بارے میں افسر نے یہ کہا جناب یہ تو ہیروئن بنانے کے کام آتی ہے ۔ جناب والا! ایک کلو پر اگر دس فیصد duty کا فرق پڑے تو وہ ڈیڑھ روپے کا ایک کلوگرام پر فرق پڑتا ہے ' میں نے کہا کہ بھائی خدا کا خوف کرو یہ ڈرانے کی بات نہ کرو' ڈیڑھ روپے کلوگرام ہیروئن والا' ڈیڑھ روپے کلوگرام پر فرق کے لئے تو یہاں پر آپ کو بیچے گا جس کو ایک کلو گرام میں لاکھوں روپیہ بچتا ہو اس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ' یہ تو انڈسٹری والے چاہتے ہیں کہ 25 % کی بجائے 15 % raw material پر duty ہو جائے' finished goods پر 25 % رہے ' یہ ایک anomaly تھی جس کو دور کیا جانا چاہیے اور Standing Committee نے اصولی طور پر اس کو تسلیم کیا ہوا تھا اور دوسرے cases میں یہ بات کی لیکن وہ چونکہ اس item پر نہیں کرنا چاہتے ان industries والوں سے وہ پیسے لیتے ہیں اسی طریقے سے جو motor vehicle industry ہے اس سے bureaucracy کروڑوں روپے کھاتی ہے صرف ان کو protection دینے کے لئے یہ old spare parts کو باہر سے منگوانے کی اجازت نہیں دیتی اور ہمارے وزرائے کرام کو misguide کرتی ہے ' وہ اس طریقے سے گھیرا ڈالتے ہیں ' یہ ظلم ہو رہا ہے ' زیادتی ہو رہی ہے اس ملک کے اندر ' چھ لاکھ افراد ہیں میری constituency میں جس جگہ پر میں ایم این اے تھا اس جگہ پر کم از کم ڈھائی لاکھ گھر برباد ہوئے ہیں' بے روزگار ہیں ان کے بچے بلک رہے ہیں اور اس وقت وہ اس حکومت کو بھی اور ہماری پارٹی کو بھی بد دعائیں دے رہے ہیں لیکن ہماری بیوروکریسی اس بات کو ہمارے وزرائے کرام کی سمجھ میں نہیں آنے دے رہی ' میں نے خود تین منسٹریوں کے ساتھ meeting کرکے' جب میں ممبر قومی اسمبلی تھا یہ فہرستیں تیار کیں اور صرف 17, 18 items ایسی نکلیں جو پاکستان میں بن رہی تھیں باقی جو تین ' چار سو items ہیں ان کو منگوانے کی اجازت کیوں نہیں دی جا رہی ؟ عام لوگوں کو سستے پرزہ جات ملیں گے اور spare parts اگر import ہوں گے ۔ ہم import کرنے کی بات ہم کر رہے ہیں' کوئی smuggle کرنے کی بات نہیں کر رہے۔ جو طریقہ کار اس وقت adopt کیا ہوا ہے' اس طریقے سے smuggling کو ہوا دی جا رہی ہے لیکن جب ہم import کی بات کرتے ہیں تو اس سے حکومت کو بہت سی duty ملے گی۔ حکومت کو بہت فائدہ ہو گا۔ عوام کی فلاح کے لئے کام کیے جا سکیں گے۔ اس طریقے سے جو پیسے افسر شاہی

کی جیبوں میں جارہے ہیں، حکومت کے پاس آئیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آغا صاحب! آپ کا point آ گیا ہے let me sort it out درانی صاحب چونکہ آپ کامرس کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ جی صفدر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! جو بھی آغا صاحب نے باتیں کی ہیں، ان میں بہت وزن ہے اور میں صرف فنانس کمیٹی کی حد تک کہوں گا کہ اس proposal کو میں نے بھی support کیا تھا۔ بات یہ ہے کہ ہم سمجھتے تھے کہ اس item کو Commerce کے حوالے اس لئے کیا جائے تاکہ یہ اس سال کی trade policy میں شامل ہو سکے۔ trade policy 15 July کو announce ہونی ہے۔ میرے خیال میں آغا صاحب کی باتوں سے متفق ہوتے ہوئے میری ان سے request ہو گی کہ وہ اس item کو move کر دیں کہ this should be referred to Commerce Standing Committee and then the Chairman can call a meeting to deal with this item before 30th of June تاکہ یہ trade or import policy میں آسکے۔ یہ میری گزارش ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you, this was exactly what I thought. I will take your view.

سینیٹر محمد علی درانی: جناب! جہاں تک meeting کا تعلق ہے اس سلسلے میں Ministry سے آج ہم نے communicate کیا تھا اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ plan کر رہے ہیں کہ جولائی کے 3rd week میں وہ trade policy announce ہوگی اس لئے ہم نے ان سے coordinate کر لیا ہے تو by the end of first week of July ہم نے Commerce Committee کی meeting رکھ لی ہے اور اس کی proper information بھی ہو جائے گی اور اس سے related جتنی بھی recommendations یہاں بھیجی گئی ہیں اور ہم خود بھی کوشش کریں گے کہ different areas of trade اس سے ہم لوگوں کی suggestions لے کے انہیں بھی ان recommendations میں involve کریں اور اس موقع کے اوپر ہم نے منسٹری والوں سے کہا کہ جو انہوں نے initial work کیا ہو گا اس کے اوپر وہ کمیٹی کو brief کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: میری مودبانہ گزارش ہے کہ اس بات کا انتظار نہ کریں۔ دیکھیں آج 19 تاریخ ہے آپ انہیں کہیں کہ یہ اگلے ہفتے کے اندر یعنی 30 تاریخ سے پہلے پہلے اپنی recommendations کو finalize کر لیں۔ یہ جو recommendations ہیں ظاہر ہے، منسٹری کے پاس جائیں گی، وہ ان کو process کریں گے اور اس کے اندر کافی وقت لگے گا۔ اس لئے میری گزارش ہو گی 30th سے پہلے پہلے یہ اپنی Committee کو بلا کر اپنی باقی مصروفیات کو برائے مہربانی کم کرلیں، ایک مرتبہ پشاور نہ جائیں، لاہور رہیں، اسلام آباد میں رہیں اور اس کو اس ہفتے کے اندر finalize کریں۔ میں یقین سے آپ کو کہتا ہوں کہ یہ بہت اہم کام ہے، عوام کے مفاد کی بات ہے، خدا کے لئے یہ جو عوامی مفادات کے کام ہیں، ان کے لئے ہمارا حق ہے کہ ہم اس کے اوپر stress کریں۔ آپ کی مہربانی اور آپ اس کے اوپر ruling دیں کہ 30th سے پہلے پہلے یہ سفارشات----

Mr. Acting Chairman: Durrani Sahib, are you in a position?

سینیٹر محمد علی درانی: کمیٹی کو رپورٹ دینے کے لئے آپ کو ruling دینا جائز نہیں ہو گا لیکن جیسے کہا گیا 'within short' ہم 30th سے پہلے بھی کوشش کریں گے کہ meetings ہو جائیں اگر ضرورت پڑی تو we will have two meetings

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! ان کی بات کا کیا ہے آپ ruling دیں، ان کو کرنی پڑے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں اگر بغیر ruling کے مان جاتے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: نہیں جناب! آپ کی اس پر ruling تو آئے گی۔ یہ report ہے۔ سب معزز ممبران نے 100 کے قریب سفارشات پیش کی ہوئی ہیں اس کے اوپر 20 یا 25 جو ہیں وہ unanimous ہوئی ہیں، باقی ہوا میں تو نہیں رہنی۔ آپ کچھ نہ کچھ ruling دیں گے۔

Mr. Acting Chairman: Commerce to meet before the 30th and do the entire work.

Senator Kamil Ali Agha: Thank you very much sir. There are 10 notices of recommendations.........

Mr. Acting Chairman: So, we start with your notice but please do consider it, there are ten notices of recommendations signed by Mian Raza Rabbani and his group members. Can I have some order at the back. Recommendation No.1, Muhammad Ishaq Dar, Dr. Safdar Ali Abbasi and Dr M. Akbar Khawaja may move recommendation No.1.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Thank you Sir, I must put the record right. There is nothing called Raza Rabbani and group here. It is Democratic Alliance and on behalf of Democratic Alliance, sir, we beg to move that the Custom Duty on cars, above 1600 cc, may not be reduced and the duty on cars, upto 1300 cc, may be further reduced to 40%. Sir, this is being moved by myself, Senator Dr. Safdar Ali Abbasi and Senator Muhammad Akbar Khawaja.

Senator Shaukat Aziz: Oppose, sir.

Mr. Acting Chairman: It is opposed now. Would you like to say something?

Senator Muhammad Ishaq Dar: Yes sir, sure. Mr. Chairman! it is a matter of regret that despite our continuous efforts last year and this year to change the focus of, whatever, resources are available for the betterment of the poor lot and to improve the quality of lives of the millions of poor masses in this country, the Government continues to disregard such proposals. This Government had, in the past, taken actions like withdrawal of Wealth Tax which, only a handful of people of this country were paying but at least the national exchequer was collecting around 7 billion rupees. There was a great potential to continue to collect that money and spend on poors. Electrification of thousands of villages, drinking water, and the basic elementary health care there.

So, Mr. Chairman! this particular proposal is in complete sincerity, in order to divert, we are not saying that the reduction below 1600 cc should also be withdrawn. We are saying that 1600 and above, sir, they are few people who can afford in this country the Cars above 1600 cc. They have the capacity to pay, they have all the luxury and the bounties of lives, I think they should be contributing more money which should be used for like 800 cc cars, motorcycles, bicycles because on the one hand we continue to say that we have scarcity of resources, we do not have enough money or income, we do not have funds.....

(at this stage Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder occupied the seat of Chairman as Presiding Officer.)

We do not have funds available. So, I honestly believe, sir, if this suggestion of the Opposition, if the Motion is adopted, as we have jointly adopted almost 33 proposals, sir, this saving, it will be well appreciated by the common man that people sitting in these two Houses are not watching the interest of the only elite ones and the big ones. We are concerned about the poor masses of this country and this reduction, withdrawal proposal, would mobilize more funds through more collection of taxes on the cars on 1600 cc and above and can be used for reduction

in, as I said, motorcycles, bicycles and any other welfare project. Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Anybody else to say something about this?

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب میں بہت ہی مختصر، جناب اسحاق ڈار صاحب کی تمام باتوں کو support کرتے ہوئے صرف یہ عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں وزیر خزانہ صاحب نے جو مختلف cc کی کاریں ہیں ان پر duty میں کمی کا اعلان کیا ہے لیکن ہماری proposal ہے کہ جتنی بڑی کاریں ہیں، جو کہ صرف چند لوگ استعمال کرتے ہیں اور جن کو اس ملک کا صرف elite طبقہ استعمال کرتا ہے، ان پر duty بے شک زیادہ رہنے دیں، اس لیے کہ وہ اس کو afford کرسکتے ہیں لیکن جو چھوٹی گاڑیاں ہیں 1300 cc سے نیچے کی، جس پر اب غالباً انہوں نے duty 60% کی ہے تو ہماری ان سے درخواست ہے کہ اس کو مہربانی کرکے کم کرکے 40% کر دیں۔ اس سے جو ایک عام آدمی ہے اس کو اس چیز کے حصول میں مدد ملے گی اور اس کی بھی بہتری ہو گی۔

Mr. Presiding Officer: Minister for Finance, if he wants to reply

انہوں نے ہی بولنا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جی ہم تینوں نے۔ ہماری تو یہی request ہے جناب۔ Sir, we will finish it early.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کون صاحب بولیں گے اب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب آپ بھی لے لیں، motion آپ کے سامنے نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، motion میرے سامنے ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! آپ دیکھ لیں، آپ کے سامنے موشن نہیں

ہے -

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: موشن میرے سامنے ہے -

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! اس میں اکبرخواجہ لکھا ہوا ہے - وہ محرک ہیں -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کے movers جناب محمد اسحاق ڈار صاحب، صفدر علی عباسی صاحب اور اکبر خواجہ صاحب ہیں - اکبر خواجہ صاحب اٹھے نہیں تھے اس لئے میں نے پوچھا تھا anybody else to speak.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you Mr. Chairman. Although, I am one of the movers. I would like quickly comment on something else that the Finance Minister has already spoken about, he claims that SME and some other banks has reduced...

Mr. Presiding Officer: Please speak about the motion, be relevant to the motion sir.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Then I will go to the motion too, it is O. K. Let the Finance Minister speak, I will go to motion too.

Mr. Presiding Officer: Finance Minister sahib, would you like to reply to this? Because I have to put after that this motion. Yes.

سینیٹر شوکت عزیز: جناب چیئرمین! میں مختصر comment دوں گا - اس بجٹ میں جو نسبتاً چھوٹی گاڑیاں 800cc، 1000 اور 1300cc ہیں، ان کی ڈیوٹی پچاس فیصد تک ہم لے گئے - میری ممبران سے گزارش ہوگی کہ ہم نے بڑا fine balance رکھا ہے کہ ہماری local industry بھی بند نہ ہو، کوئی ڈیڑھ لاکھ لوگ اس میں employed ہیں جو parts supply کر رہے ہیں، assemble کر رہے ہیں اور اب آپ کو سن کر خوشی ہوگی کہ اگلے چھ ماہ میں 800 اور

1000cc کی پاکستانی گاڑی بھی مارکیٹ میں آ جائے گی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو ہم نے ڈیوٹی کم کی ہے، اس سے کافی automobile sector میں reaction ہوا ہے لیکن ہماری نظر میں یہ ایک صحیح اقدام ہے تاکہ supply situation بہتر ہو، premiums ہوں اور دوسرا جو نئی گاڑیاں آ رہی ہیں ہمارے ہی لوگ ان کو بنا رہے ہیں ۔ اس سے بھی supply situation بہتر ہوگی ۔ تو ڈیوٹی میں اسی لئے کمی کی گئی ہے اگر اس سے زیادہ کی گئی تو جو ڈیڑھ لاکھ لوگ parts بنا کر supply کر رہے ہیں اور پوری انڈسٹری چل رہی ہے وہ damage ہوگی ۔ So. we oppose the motion.

Mr. Presiding Officer: I will now put the question to the vote of the House, the question is that the customs duty on cars about 1600cc may not be reduced and the duty on cars up to 1300cc may be further reduced to 40%.

(The motion was not carried)

Mr. Presiding Officer: Next motion please, in the name of Mr. Safdar Ali Abbasi, Mr. Akbar Khawaja and Muhammad Ishaq Dar. Yes please move the motion. Yes please give the mic.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Can you put the House in order please.

Mr. Presiding Officer: Yes please, the House to be in order, please take your seats. Yes, please.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you Mr. Chairman. I on behalf of Democratic Alliance and co-signers Safdar Abbasi and Muhammad Ishaq Dar, beg to move that Clauses 24, 25 and 32 of Section 5 of the Finance Bill 2004, may be deleted and if you allow me sir, let me give you a little background...

Mr. Presiding Officer: Yes, please, no, no. Is it opposed? It is opposed. Proposed the motion first, there is one stage of proposing the motion after the motion has been moved then it is proposed by the Chair the motion moved is that Clauses 24, 25 and 31 of Section 5 of the Finance Bill 2004, amendment in Sales Tax Act, 1990, may be deleted. Now, please, you can have the floor.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you Mr. Chairman. Finance Minister was very kind to give relief to some of the farmers of the Zarai Taraqiati Bank and in his speech, page No. 33, item No. 99, he mentioned, I will just read one line from his speech that this will save the poor farmers from humiliation or harassment, imprisonment, this was referring to the collection of the Zarai Taraqiati Bank but this particular motion Mr. Chairman! refers to the officers of the sales tax. It has been included in new motion and clause and

لگتا یہ ہے کہ بل میں کچھ اور ہے اور شوکت عزیز صاحب کے دل میں کچھ اور ہے

and let me read what is said is totally contrary what he is giving relief to Zari Taraqiati Bank borrowers but here all 32 officers of Custom, Cetral Excise, Police and Civil Armed Forces and all officers engaged in collection of land revenue are hereby empowered, required to assist officers of sales tax in the discharge of their functions under the act and similarly, Mr. Chairman, Item 24, Clause 24 and 25 also give authority to these forces to harass our business community and No. 24 is about the collection of information, the collector may by notice in writing require any person including a banking company to furnish such information or such statement in connection with any investigation or enquiry in cases of tax fraud as may be specified in such notice and continues 25 on page 37 of the Finance Bill it searches under warrant and it says where any officer of Sales Tax has reason to believe that any documents or things which in his option may be useful for relevant to any proceeding under this Act or kept in any place he may, after obtaining warrant from Magistrate, enter that place and causes search, to be made at any cost.

Mr. Chairman! I think this is a little unfair to the business community, very very unfair and I am sure you have worked on the Finance Bills and we were silent on that part, we were hoping that you will include because we put a full trust in your leadership as a member of a Finance Committee but I was really surprised that I did not see this inclusion as a part of the 32 recommendations that we discussed yesterday. First 13 referred to the Finance Bill.

Mr. Chairman, if we empower these tax collectors to harass our business community, it will lead to more corruption. There is no transparency. Actually there is a report by Transparency International that there is huge corruption in the tax collection and particularly, at the lower level. Mr. Chairman! I would humbly request that these inclusions should be dilated and I hope Finance Minister will add his sympathic consideration.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب basically اس وجہ سے بھی ہم نے یہ motion move کیا ہے کیونکہ Finance Committee میں جب یہ چیزیں under discussion آئیں تو unfortunately اس دن کے واقعے کی وجہ سے ڈار صاحب، خواجہ صاحب اور میں اس meeting میں موجود نہیں تھے۔

جناب sales tax جو ہے مجھے اس سے اتفاق کرنے میں بالکل عار نہیں کہ یہ progressive tax ہے اور world over sales tax ایک بہت بڑا revenue collection کا mechanism بن گیا ہے اور پچھلے سال 223.بلین collect ہوا اب 249 billion ہوا۔ جناب اس وقت taxes کی صورت حال یہ ہے کہ sales tax کی مد میں اس وقت سب سے زیادہ collection ہو رہی ہے۔ Custom Duty بڑا revenue earning source تھا۔ آج یہ revenue کا highest source ہے۔ گورنمنٹ کا estimated revenue 249 billions ہے۔ وہ اتنا revenue collect کرے گی اور یہ اس صورت میں ہوا، جب اس قسم کی section موجود نہیں تھی۔ اب مجھے یہ سمجھ نہیں آتی جیسے خواجہ صاحب نے کہا ہے کہ اس قسم کے courses or sections صرف include کرنے کی حد تک نہیں بنتیں۔

جناب والا! اگر آپ دیکھیں تو Sales Tax کے ہر آفیسر کو اس بات کا اختیار ہے اور انہوں نے Sales Tax کے officers کو بھی define نہیں کیا۔ Sales Tax کا کوئی بھی officer اٹھے گا اور ایک پولیس والے کو ساتھ لےکر کسی businessman پر یلغار کر دے گا۔ اس میں انہوں نے کوئی criterion نہیں رکھا ہے کہ کون سا sales tax officer یہ کام کرے گا۔ اس لئے انہوں نے کوئی criterion نہیں رکھا کہ کون سے officer کو اختیار ہوگا، کس agency کی support لے گا اور پھر اس کے مطابق کام کرے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ بڑے businessmen کے خلاف کارزوائی کریں گے۔ جناب والا! بڑے businessmen corruption کرکے بچ جاتے ہیں۔ ان کے پاس اتنے resources ہوتے ہیں کہ وہ court میں جا سکتے ہیں، Stay Order لے سکتے ہیں۔ لیکن جو چھوٹا businessman ہے جس کے

بارے میں، میں سمجھتا ہوں کہ اسے ہمیں اس قسم کے courses سے نہیں گزارنا چاہیے۔ یہ چھوٹے کام کرتا ہے، اس کے پاس یہ facility نہیں ہے کہ وہ بڑے بڑے lawyers کو hire کر سکے۔ اس لئے یہ عرض ہے کہ جب ایک course کے ذریعہ سے یہ کام ہو رہا ہے، جیسے کل ہی شوکت عزیز صاحب فرما رہے تھے کہ agriculture کے بارے میں جو Land Revenue Act تھا، اس کے تحت farmers کے ساتھ coercing تھی، وہ انہوں نے ختم کر دی ہے لیکن ادھر انہوں نے ختم کی ہے اور ادھر لگا دی ہے۔ ایک source جو بغیر coercing آپ کو اتنا زیادہ revenue دے رہا ہے، آپ kindly اس پر نظر ثانی کریں۔ میں نے شوکت عزیز صاحب کو Standing Committee on Finance کی meeting میں کہا تھا اور میں آج پھر انہیں بتا رہا ہوں کہ پاکستان میں لوگوں کی tax ادا کرنے کی capacity ختم ہو چکی ہے۔ آپ کوئی طبقہ لے لیں، اس کی tax ادا کرنے کی capacity ختم ہو گئی ہے۔ اس لئے sir, to raise the capacity taxes should be minimized. آپ کتنا coercing کے ذریعے چھیننے کی کوشش کریں گے۔ جب آپ coercing کے ذریعہ سے چھیننے کی کوشش کریں گے تو حشر وہی ہوگا جو پرانے زمانے میں ہوتا تھا۔ دنیا کے مختلف ملکوں میں جو بڑے بڑے rebellions ہوئے ہیں، وہ زیادہ تر tax collection کے illegal mechanism کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ جب آپ زبردستی tax collect کرنے کی کوشش کریں گے تو اس سے naturally ایک reaction ہوگا۔ اس لئے میری ان سے یہ request ہے کہ Finance Bill کی Clauses 22, 25 and 32 کو مہربانی کرکے delete کریں کیونکہ ان سے، میں سمجھتا ہوں کہ tax collection کی mechanism میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ان کو delete کرنے سے گورنمنٹ کا ایک اچھا message قوم کو جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Clause 32 کے متعلق تو ہم نے پہلے deletion کی سفارش کر دی ہوئی ہے اور دیکھیں کہ 24,25,32 کی already سفارش ہے کہ delete کی جائیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : اگر میں ان کو پھر put کروں۔

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Let me see.

میں دیکھ لیتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : اگر میں پھر ان کو put کروں۔

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Let me see.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میری بات سنیں۔ اگر میں put کروں اور یہ reject ہو جائے تو that would be against the decision.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: مجھے ایک نظر دکھائیں۔

Mr. Presiding Officer: That would be against the earlier decision.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: آپ نے 40-A کو کیا ہے۔ اس میں 32 نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: So, this motion relates only to Clause 24 and 22 and not about 32.

Senator Wasim Sajjad: 32 has already been agreed upon.

32 کی recommendations پہلے چلی گئی ہوئی ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی : نہیں جناب ! آپ نے 40-A میں recommendations کی ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد : نہیں، 32 میں کی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: آپ نے جو recommendations کی ہیں وہ کدھر

ہیں۔ جو آپ نے کی ہیں that are in 40-A. یہ تو 51-A ہے۔

Mr. Presiding Officer: This is recommendation No.11.

آپ recommendation No.11 نکالیں۔

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: You have recommended amendment in 40-A.

(Interruption)

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: آپ joint motion کو لے لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ recommendation No.11 نکالیں۔

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: I agree, sir.

میں 11 کو لیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ 11 ہے۔

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: I will move it in amended form.

(Interruption)

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: No. I will not include that in the question. That relates only to 24 and 25.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: ٹھیک ہے جناب۔

Mr. Presiding Officer: Yes please. Wasim Sajjad Sahib.

Senator Wasim Sajjad: The clauses as ...

(Interruption)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا!

Mr. Presiding Officer: You want to speak.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Yes, I want to say few words. It is second motion.

Mr. Presiding Officer: Yes please.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, the spirit is that you should not be adding powers or giving powers in one hand. For example, *Zarai Tarraqiati* Bank, it is appreciated that you have withdrawn those powers of land arrears collection powers, so that the people should not be arrested. Here you are re-arming SalesTax staff by making an amendment that the Office of the Land Revenue Collection should assist the sales tax recoveries. On the one hand sir, it is a counter approach to the earlier one. Sir, Zarai Taraqiati Bank loans we have introduced something else. Now for the sales tax recovery, sir the approach is completely different. This is all, I want to clarify. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Mr. Wasim Sajjad

Senator Wasim Sajjad: Sir, as was explained out of these three Clauses, Clause Section 32 we have already recommended and you pointed out to them. Clause 24, gives power to the collector of Sales Tax to call for information and I think sir the calling for information is prerequisite to the collector taking some decisions. So, calling for information in accordance with Law can't be objected to and there is no reason for such objection. Then Clause 25, gives power to the Collector to search a place after obtaining the warrant from the Magistrate. And Clause 2, further says that the search made under sub-section (I) shall be carried out in accordance with the provisions of the Criminal Procedure Code. So, therefore, the judicial process is being followed. If anybody violates this, the legal remedy is available but we can't take away the power of the Authorities to conduct search in accordance with Law. We are not saying that they should just go into the people's house. No, they have to get a warrant. And if there is something wrong, he can be brought to book by the Higher Courts, by the Session Judge. So, there is nothing wrong with that. The drawing of parallel between Zarai Taraqiati Bank is wrong because under that Law the Bank itself can detain people for recovery of their dues. This is something different. So, therefore, there is no parallel between them. Therefore, we are opposing it.

Mr. Presiding Officer: Please take your seats. Actually the position is that if any part of any amendment is against the Rules and the Provisions then the whole of the amendment becomes out of order. But I am not declaring it out of order, I am putting it to the vote of the House. The question is that the Clause 24 and 25 of section 5 of the Finance Bill 2004 amendment in the Sale Tax Act 1990 may be deleted.

(The motion was rejected)

Mr. Presiding Officer: Next motion please move. It is in the name of Sardar Latif khan Khosa, Sanaullah Khan Baloch and Muhammad Ishaq Dar. Yes please.

Senator Wasim Sajjad: Sir, this motion relates to withdrawal of amount to the National Security Council.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, I have not put it.

ہم نے ابھی put ہی نہیں کیا ہے۔ جب put ہی نہیں ہوا ہے۔----

Mr. Presiding Officer: Let him move first then you can raise the objection. Yes please.

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: move تو کرنے دیجیئے۔

on behalf of the Democratic Alliance, myself, Mr. Sanaullah Baloch and Senator Muhammad Ishaq Dar that to move that the demand for the grant for National Security Council of Rs. 22.541 million be withdrawn as this body is not required.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

Senator Wasim Sajjad: Sir, this is being opposed on the ground that this motion has already been rejected earlier when Prof. Khurshid moved his recommendations at item No. 7, you will find that Rs. 22.541 million so and so expenditure on National Security Council be withdrawn. So, we can't have in the same session of the Senate voting taking place on a matter of which decision has already been given. So, this is out of order.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I would most humbly submit over here that the motion has been moved and it has been opposed. Let the honourable speakers make their submissions on it and then it well not be pressed for the vote.

Mr. Presiding Officer: I think actually if the point has been raised that it is out of order. We have already given a decision. So, on a point of order I rule it out of order. This is ruled out of order.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: There is a decision of the House and the decision of the House once given that can't be changed second time on an issue of motion and so, it is out of order and I have held it out of order. This is out of order. Every motion which is out of order can't be debated in the House.

Senator Asfandyar Wali: Sir, it was your duty to club two things. If you didn't club, it is not my fault.

Mr. Presiding Officer: You hadn't asked for its clubbing.

سینیٹر اسفند یار ولی: جناب! آپ club کرتے، ہم کیوں کہتے؟

Mr. Presiding Officer: He could speak on that. No, no, nothing doing that is out of order. Next motion is in the name of Safdar Ali Abbasi.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, it is out of order it is against the rules.

Mr. Presiding Officer : I have held it so. Please move your next motion. Nothing doing, but I have held that is ...

سینیٹر اسفندر یار ولی: جناب! بڑے اچھے طریقے سے سب کچھ چل رہا ہے - کیوں آخر میں آپ اس کو بگاڑ رہے ہیں -

Mr. Presiding Officer: Sir, my humble submission is that an amendment shall not be inconsistent with any previous decision of the

Senate on the same question and this is Rule 95.

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب نہیں - یہ وہ motions آپ نے دی ہیں جو کہ
accept نہیں ہوئی تھیں - رضا ربانی صاحب I have held it out of order under ...

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ بات سننے سے اتنے allergic کیوں ہیں -

Mr. Presiding Officer: I am not allergic and I will give you full opportunity but this is not the way to persuade the chair, you can't persuade the chair to make any point Yes next motion Safdar Ali Abbasi.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: No. sir, I have given the decision, you can't challenge the decision of the Chair. Next motion.

سینیٹر اسفند یار ولی: جس صحیح طریقے سے یہ سب کچھ چلا آخر میں آپ نے آکر اس
کو بلڈوز کردیا ۔ اگر آپ نے فیصلہ یہی کیا ہے کہ بلڈوز کرنا ہے it is not our fault. This
is a Secretariat's fault they should have clubbed it together.

Mr. Presiding Officer: I am not bulldozing it, I am doing it according to the rules. I am doing it according to the rules.

(Interruption)

سینیٹر اسفند یار ولی: آپ سیکرٹریٹ کی کمزوری ہم پر کیوں ڈال رہے ہیں -

Mr. Presiding Officer: I am doing it in accordance with the rules and I have given a decision in view of the provision of rules. Next motion please. This is a question of interpretation of the rules.

(Interruption)

سینیٹر وسیم سجاد: میں نے تو صرف point out کیا ہے کہ -------

Mr. Presiding Officer: This decision has already been given and in that point of order which you raised, this has already been, given decision, in the House, in this meeting and we can't revise that. I have upheld that point of order and have you anything else to say.

سینیٹر اسفند یار ولی: جناب! دیکھیں غلطی ہماری تو نہیں ۔ ہم نے cut motion
دی ہے ۔ غلطی تو سیکرٹیریٹ کی ہے کہ انہوں نے club نہیں کئے ۔

Mr. Presiding Officer: Yes. Wasim Sajjad

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! اس طرح کریں ۔ you have already ruled it out,
so I can't go into that as far as the other motions are concerned I will not
raise the objecton. باقی پر آ جائیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! لیکن اگر یہ objection ہوا ہے اور rules
laid out کردیں گے تو ہمیں تو rules کے مطابق چلنا ہے ۔

(Interruption)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! آپ مجھے بتائیں سیکرٹیریٹ نے کیوں نہیں club
کیا؟

Mr. Presiding Officer: I am not to be blamed for that.

اگر club نہیں ہوا تھا تو اس وقت آپ point out کردیتے کہ اس کو ملا کر پڑھیں ۔

(Interruption)

Senator Wasim Sajjad: I will not raise objection on the other one.

(Interruption)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب ہاؤس کا کیا time waste ہو رہا ہے ۔ time کی
آپ بات نہ کریں ۔

Mr. Presiding Officer: No. sir. I have given the ruling, next motion please. That has been ruled out of order. Next motion please. If that is not moved I will pass on to the other motion. Please this is not the way, you can't persuade the chair. Ruling has been given. I can't take the decision back. I have given the decision. Yes. This is the provision of the rules. This is Rule 95.

Mr. Presiding Officer: I can not take the decision back.

بلاؤ چیئرمین صاحب کو۔ وہ کریں۔ وہ آکر فیصلہ کرلیں جو کرنا ہے۔ ان کو بلاؤ۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جناب کامل صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہ ہاؤس، پورا بجٹ session بڑے اچھے طریقے سے چل رہا ہے اگر ان کی request مان لی جائے اور بولنے کی اجازت دے دی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ معاملات اگر افہام وتفہیم سے چل رہے ہیں تو چلنے چاہیں اور تمام ہاؤس کی یہ sense ہے کہ اس کو اس طریقے سے چلنا چاہیے۔ آپ کی مہربانی اگر آپ بولنے دیں ہم سارے اس بات کے حمایتی ہیں کہ اس ہاؤس کو accommodatively چلنا چاہیے۔

سینیٹر وسیم سجاد: جو Rule اس معاملے میں رکاوٹ ہے اس کو suspend کر دیتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Move it.

Senator Wasim Sajjad: I move under Rule 236 of the Rules of Procedure and practice of the Senate that Rule 95 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1998 may, all rules which are an impediment to consideration of Motion No. 2 may kindly be suspended.

Mr. Presiding Officer: The question is that Rule No. 95 and all the other Rules coming into the way of the introduction of this amendment be suspended.

(The motion was adopted)

Mr Presiding Officer: Since the concerned Rule has been suspended therefore, now I allow it that Mr. Latif Khosa should make a speech.

(At this stage Mr. Acting Chairman (Mr. Khalil-ur-Rehman) occupied the Chair)

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Mr. Anwar Bhinder the Chairman, who was presiding for moving the Rules, suspending the Rule and allowing the House to proceed in a cordial manner in which this House was proceeding and specifically, I would like to thank Mr. Kamil Ali Agha for the gesture for his democratic attitude demonstrated in the House and also Dr. Wasim and all other members of the treasury who have supported the move on this motion and permitted the discussion on this side over this Motion No.3.

Sir, good governance is the minimal governance. We have unfortunately heared a budget of 903 billion, presented by the learned Finance Minister and out of which 202 billion allocation is on the developmental side while 701 billion is on non-developmental side. Now, do we really need these National Security Council for which 22.541 million rupees have been earmarked for being expended during this year. Sir, what is the prupose of the National Security Council, is it a forum for consultation of matters of National Security including the sovereignty, integrity, defence, security of the state and crises management? Are all these things within the domain of the House? Is the Parliament not competent, cognizant and in fact obliged to take decisions on matters which relate to the security, the sovereignty, the integrity, the defence and the crisis management. What is the Parliament, therefor, at all? If all these matters are to be discussed in some other forum and then ultimately what this forum has to do in Section 5 sir, we have that any proposal deemed to be of national significance has to be referred to the National Assembly or the Senate for appropriate action. So, have we duplication at all? Just because you have added the composition under Section 4 of the Act itself and when the consensus of the House at the relevant time was that we took away this from the Constitutional hierarchy and this was dropped from being a part of the Constitution, it was not required at all, but in any case if it has been brought in as an act of the Parliament which, of course, now I am not going to dispute although we voted against that but since it is an act of the Parliament, we are a part of it but the submission is; Is this 22.541 million necessary for its functioning? This 22.541 million rupees can be earmarked towards social sector instead of being put on non-productive matters and towards the excessive governance.

Sir, this forum primarily has been, unfortunately, constituted to put this country under the permanent Military Rule. This is what we had earlier suspected and shown our reservations and now also our feeling is that this is nothing except to perpetuate an Army Rule in this country and, therefore, spending so much of a public exchequer, so much of a money which is the hard earned income of the people of Pakistan, this should be returned to them and it should be funded on poverty alleviation.

So; therefore, I would submit that this may be dropped and the fund should be extended towards public sector and kindly see sir, the anomaly, your honour, may kindly see is, that the Pakistan Bar Council, the Pakistan Bar Council which is a representative body of 60000 lawyers of Pakistan which operates under the legal practitioners and Bar Council Act, 1965 ever since and Section 57 of the Act says that the Government shall give grant and aid to the Pakistan Bar Council and the Pakistan Bar Council is a body which not only provides for these courses and curriculum of the students legal fraternity but it also has to arrange seminars and also symposia and globally unite, it is a part of the International Bar Association but not a single penny has been allocated to the Pakistan Bar Council just because the Lawyer fraternity of Pakistan talks about democratic rights and rejects these 17th amendment or other National Security Council Bill. So, therefore, if the Pakistan Bar Council statutory body of the entire lawyer's community of Pakistan has not been allocated a single penny in the budget, why should this National Security Council which otherwise comprises of all high power functionar... of the State, why should this large, huge amount of 22.541 million be earmarked to that body and if this body has to function, it can still function under the

Presidential Funds or the Prime Minister Funds or the huge funds that are at their disposal and I would, therefore, propose that this 22.541 million rupees may be given to the Pakistan Bar Council which is a statutory body, which is a research oriented body, wherein laws have to be scrutinized, which needs an auditorium, which needs a computerized section over there, which needs a building of its own and we don't have a building of the Pakistan Bar Council which is housed in a room of the Supreme Court of Pakistan. If that can be housed and that can function on its own within the premises of the Supreme Court Bar Association, why can't the National Security Council function in the Prime Minister Secretariat.....

Mr. Acting Chairman: Khosa sahib the point has amply been made.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Thank you. Mr. Chairman, I am already winding up, I would, therefore, propose and strongly recommend that this may be deleted in ......

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Shaukat Aziz sahib would you like to respond to that?.....

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Thank you Mr. Chairman, I am already winding up, I would therefore, propose and strongly recommend that this may be deleted.

Mr. Acting Chairman: Sana Ullah Baloch

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ۔ شکریہ جناب چیئرمین! محترم لطیف کھوسہ صاحب نے انتہائی

detail میں 22.54 million روپے جو ایک غیر آئینی body کے لئے مختص کئے گئے ہیں اس کے دلائل دیئے ۔ جناب والا ! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اول تو ہم ایک غیر آئینی طور پر 1973 کے آئین کے Article No.1 کو violate کرتے ہیں جس میں یہ واضح طور پر درج ہے کہ پاکستان کی سلامتی، پاکستان کی بقاء اور پاکستان کی خوشحالی منتخب اراکین اور عوام کی مرضی اور منشاء کے ساتھ منسلک ہے پہلے تو ہم نے آئین کے Article No.1 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے National Security Council جیسی elite کا ایک club بنا دیا جو پاکستان کی بقاء اور سلامتی کے حوالے سے سرد کمروں میں بیٹھ کر پاکستان کو راستہ دکھانے کی کوشش کرے گی ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے معاشرے سے خوداعتمادی کے عنصر کو نکال کر اپنے عوام کو یہ باور کرنے پر مجبور کر دیا کہ پاکستان کی بقاء اور سلامتی کے حوالے سے --------

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: Come to the point. You are going to NSC.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ ۔ Sir, I am coming to point یہ 22.5 million Rupees سے زیادہ کی رقم آج آپ نے National Council Security کے لئے مختص کی ہے ۔ یہ تو پہلا بجٹ ہے، ہمیں ڈر یہ ہے کہ اگلے بجٹ میں 22.5 billion روپے آپ مختص کریں گے کیونکہ اگلے بجٹ تک اس پارلیمنٹ کو لپیٹ دیا جائے گا، اگلے بجٹ تک قومی اسمبلی لپیٹ دی جائے گی اگلے بجٹ تک جتنے بھی local bodies کے ادارے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے اور اس کے بعد پاکستان کو کسی تنگ راہ کی طرف لے جانے والی body یہی ہوگی ۔ ہم یہ سمجھتے ہیں جناب والا ! کہ ایسے ادارے کی کسی صورت بھی ضرورت نہیں تھی اور اگر یہ ادارہ بزورشمشیر پاکستان کے عوام پر نافذ کر دیا گیا ہے تو اب اس کی ضرورت یہ ہے کہ اس کے لئے اس طرح کی رقم مختص نہ کی جائے کیونکہ نیشنل سیکورٹی کونسل کے کسی بھی شخص کو الگ سے دفتر کی ضرورت نہیں ۔ اس کے سیکریٹریٹ کے سیکریٹری کو کسی دفتر کی ضرورت نہیں وہ Prime Minister Secretariat کو استعمال کر رہے ہیں لہذا اس طرح کی رقم ان کی شہ خرچیوں پر، ان

کے travelling allowances, daily allowances میرے خیال میں President of Pakistan اور National Security Council کے دیگر اراکین کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ یہ رقم جو پاکستان کے غریبوں کو ، پاکستان کی 80% آبادی Hepatitis B & C کا شکار ہے لیکن دوسری طرف پاکستان کی elite اور حکمران اپنی شہ خرچیوں کے لئے 22.5 million روپے لے رہے ہیں-----

Mr. Acting Chairman: Thank you Sana Ullah Sahib. Anybody else who will speak on this ?

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ۔ جناب والا! مجھے ختم کرنے دیں، ہماری یہ تجویز ہے کہ یہ رقم فی الفور withdraw کی جائے اور social sector اور تعلیم کے sector میں اس کو خرچ کیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Raza Rabbani Sahib are you pressing it?

Senator Mian Raza Rabbani: I am not pressing.

Mr. Acting Chairman: You are not pressing it. Thank you very much. Not pressed. Now, before I get on to the other items, do you want me to continue this House or do you want to meet in the evening.

Senator Shaukat Aziz: Sir, continue and finish it.

Mr. Acting Chairman: Continue and let us finish it, alright. Recommendation No.4. Dr. Safdar Ali Abbasi, Mr. Enver Baig and Mr. Muhammad Ishaq Dar.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: We beg to move that the target of Bank borrowing for budgetary support be reduced to Rs. 27.5 billion (original target set in the budget for financial year 2003-4).

Senator Shaukat Aziz: Opposed.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب والا، basically through this motion میں کچھ معروضات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ بات یہ ہے کہ اس وقت یہ بجٹ جو 2004-5 کا ہے اس میں وزیر خزانہ نے، میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ پہلی دفعہ growth کی definition کو تبدیل کر دیا ہے تو اس حوالے سے ہم fiscal deficit کو percentage of GDP کے ساتھ، کم از کم میں ذاتی طور پر اس بجٹ کی support نہیں کر سکتا۔ اس وقت بقول Finance Minister کے 199 ارب روپیہ کا یہ deficit بجٹ ہے جو انہوں نے 119 billion bank borrowing سے یا مختلف ذرائع سے انہوں نے arrange کیا ہے۔ اب تک ہم یہ سنتے آئے ہیں کہ پاکستان اپنے قرض اتار رہا ہے اور پاکستان کے اندر آہستہ آہستہ جو قرضوں کی ایک شرح تھی وہ کم ہوتی جا رہی ہے۔ جناب! میری نظر میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی اور میرے پاس یہ دو budgetary increases ہیں جو Finance Minister Sahib نے پارلیمنٹ کو پچھلے سال اور اس سال پیش کی ہیں۔ جناب! اگر آپ 2003 اور 2004 کا دیکھیں تو 2002 اور 2003 میں interest on domestic debt was 172 billion, interest on foreign debt was 39 billion, interest on foreign loan repayment was 45 billion تو تقریباً 297 ارب روپیہ debt servicing 2002-3 کی مد میں رکھا گیا ہے اور 2003-4 میں اتنا ہی تقریباً 255 ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ اب جناب! اس دفعہ انہوں نے کیا کیا ہے یا تو Finance Minister Sahib نے خود یا ان کے financial wizard نے کہ اس سے پہلے debt servicing کی ایک الگ مد ہوتی تھی۔ اب انہوں نے کیا کیا ہے کہ الگ مد کو ختم کر کے debt servicing کو general public service میں ڈال دیا ہے۔ یہ general public service ایک نئی اصطلاح ہے جو بجٹ میں پہلے کبھی نہیں آئی اور ابھی جناب! figure وہی ہے۔ ابھی بھی debt servicing کی، میں loan repayment کی بات ہی نہیں کر رہا۔ ابھی بھی 170 ارب روپے domestic debts servicing کے لیے انہوں نے رکھا ہے foreign debt servicing ابھی بھی انہوں 4 ارب رکھا ہے۔ جناب! یہ صرف دو سال کی دیکھیں، اتفاق سے میں معذرت کے

ساتھ پچھلی economy میں گیے۔ جناب ! آج بھی پاکستان کے loan portfolio میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ آج بھی پاکستان میں صرف فرق یہ آیا ہے کہ جو payment ان کو کرنی چاہییں تھیں اس میں ان کو تھوڑی سی breathing space مل گئی ہے جو یہ آج payment نہیں کریں گے لیکن آج سے دس سال بعد جو آنے والی نسلیں ہیں ان کے اوپر یہ burden ڈالا گیا ہے۔ بناب ! میں نے یہ چیز move کر کے میں صرف Finance Minister کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ جناب ! اس دفعہ آپ kindly budget deficit کو GDP کی terms میں نہ لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بجٹ میں 199 ارب روپے کی deficit ہے جب کہ یہ total revenue collection 654 ارب ہے۔ 654 ارب روپے ان کو revenue ملے گا اور 200 ارب روپے یہ borrow کریں گے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ جو خوش کن باتیں ہمیں بیٹھ کر روز سناتے ہیں کیا ہمیں کسی ایسے track پر تو نہیں لے جا رہے جہاں سے واپس نہ آ سکیں۔ کہتے ہیں This budget is a quantum leap forward جناب ! میں عرض کروں گا کہ اس quantum leap میں آپ ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی پر چھلانگ لگا رہے ہیں کہیں کھائی میں نہ گر جائیں۔ مجھے اس بات کا بہت ڈر ہے۔ Kindly میری request یہ ہو گی کہ جو bank borrowing ہے اس کو reduce کر کے پیچھے سال میں لے جائیں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Yes, Dar Sahib.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Mr. Chairman, briefly supporting what my colleague Senator Safdar Abbasi has said. We have seen last year budgeted borrowing was 28 billion but the actual figure which we have now seen has crossed over 70 billion. So, on the one hand we have been talking that the borrowing should be reduced and again we have seen that the domestic borrowing in the last 10 months official figure, the official figure has been available upto the end of April 2004, 65 billion rupees have been increased in the domestic borrowing and likewise in the

external borrowing there is no reduction. Although there has been reduction in the Asian Development Bank and in some of debts but at the same time there must have been some new foreign borrowings because the net external borrowing in the 10 months ended in April 2004 again has increased by 372 million dollar. So, if we say that we have paid 100 rupees and the net result is that there is still an increase in total debt then we must have borrowed 100 plus that is the increase. So, sir, basically the point I do understand that the bank borrowing is generally the borrowing figures is the balancing figure. You have projected a budgeted receipt and the expenditure difference you have to borrow from somewhere to make up that difference. Sir, that is why, I would talk about the Democratic Alliance's proposals in totality: if those proposals would have been considered in totality then the space would have been created and the proposed government borrowing from 45 billion would have automatically reduced to 27.5 million..

میں یہ گزارش کر رہا ہوں

I am talking now, you know, the professional point, the budgeted expenditure minus budgeted receipt leads to a gap and that gap is 45 billion. So, to that extent obviously, we have to support the Finance Minister as he cannot leave that difference in vacuum. So, first of all on this point, I want to clarify that it is not that the Democratic Alliance has just proposed the figure out of blue of 27.5 billion, which should be reduced from 45 and where the balance should come from. We had also given a number of proposals, if those had been accepted in totality, it would have created a fiscal space of 17.5 billion in order to automatically reduce without any further action. the budgeted borrowing from 45 to 27.5. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

Would you like to respond to that, please? کیا وزیر صاحب ہیں؟

Senator Shaukat Aziz: As the honourable Leader of the House has already mentioned, we oppose the motion. First of all, the honourable Senators have talked about incremental debt and let me, with your permission, sir, very briefly just put all the facts on the table. First of all, the way debt is looked at all over the world, is as a percentage of GDP. This is not invented today or yesterday, this is the international practice. Our overall public debt Mr. Chairman! decline from 108% of GDP in 2000-2001 to 85% by the end of this year, is a major decline. The external debt which was 59% of GDP in 2000-01 has come down to 42% of GDP. Domestic debt which stood at 50.5% of GDP in 2001 has come down to only 41% of GDP at the end of this year. The overall debt servicing, Mr. Chairman! which consumed 50% of our revenues in 2000-01 has been brought down to 27% of revenue. May I also add, Mr. Chairman, Mr. Dar, my predecessor, knows this better than anybody, that any country running in deficit has to fill the deficit as he rightly pointed out through some means and the universally known ancient and current practice is that you fill this gap through raising resources, through borrowing that is all what is happening. The bank borrowing limit is linked to the fiscal deficit. The point which should be brought out is that Pakistan which used to have, Mr. Chairman! fiscal deficit of 6%, 7% of GDP, we, as Pakistanis, irrespective of which side of the House we sit, should be proud that now it is down to under 4%. This is financial year which is closing on 30th June, it will be 3.9%. Next financial year, we have kept it at 4% that means that as the GDP grows we will have more money to spend. This is the money, Mr. Chairman! which will go for schools, for hospitals, for roads, for development and for getting the economy on a growth path. So, we oppose this motion and we would urge the House to do the same.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں پھر عرض کروں گا کہ we do not accept
this figure. جناب! جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے اس دفعہ GDP کو change کرنے کا،
that is totally irrational. سب سے گندی form انہوں نے لے لی ہے۔ He has taken
the worst state, جو پاکستان کی economic history کی تھی، وہ لے کر انہوں نے اپنی
GDP کو آج بڑھا کر دکھا دیا ہے۔ State Bank کی میرے پاس figures ہیں۔ جناب! آج
سے تین مہینے پہلے کی کہ the GDP would be 5.5% of growth. انہوں نے 6.4% دکھا کر،
GDP بڑھا کر ساری figures relative بنا دی ہیں اس سے تو we do not accept his GDP
figure. میں صرف اتنا کہنا چاہ رہا تھا۔

Mr. Acting Chairman: I will now put the recommendation before the House.

(The motion was rejected.)

Mr. Acting Chairman: The recommendation is rejected. The next recommendation, Asfandyar Wali sahib and Raza sahib, 5th and 7th, they are both from you. To save time, do you want me to club it together?

Do you want it or do you want to take it separately. O.K. So, I will read both.

Recommendation No. 5, Mr. Raza Muhammad Raza and Mr. Asfandyar Wali may move recommendation No. 5 and recommendation No. 7 Mr. Raza Muhammad and Mr. Asfandyar Wali may move recommendaiton No.7.

Senator Asfandyar Wali: Sir, on behalf of the National Alliance, we beg to move that adequate funds be allocated to complete Quetta, Zhob, Dauesar, D.I Khan National Highway Scheme.

جناب قائم مقام چیئرمین: No.7 بھی move کر دیں۔

Senator Asfandyar Wali: And No. 7, on behalf of the National Alliance, we beg to move that the Central Excise Duty imposed on Tobacco should be transferred to the provinces.

Mr. Acting Chairman: Thank you, is it opposed?

ہاں۔ If you may speak

سینیٹر اسفند یار ولی: جناب! میں پہلے پانچ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین!

although the provinces, of Balochistan and what according to these books in the Frontier, have a very long common border but still there is no way of communications. You would be surprised to hear sir that PIA just operates one flight a week from Peshawar to Quetta. Otherwise, if you got to go to from Peshawar to Quetta, you have got to drive all the way to Islamabad or if you are coming from Quetta to Peshawar, you have got to go all the way to Karachi then get on a plane and come to Peshawar.

That is. why we think that if this road is completed. by the time, it would take someone from Quetta to get to Karachi and then get on a plane to come to Peshawar. I think. during that time span, he could easily get on to the road and come to Peshawar instead of reaching Karachi. That is why, we request sir. communications brings development, it brings trade and this is an area, and you are familiar with that area, it has remained backward and we feel that.

آج کچھ شوکت عزیز صاحب magnanimous سے بھی نظر آتے ہیں اور امید یہی ہے کہ وہ اس پر کچھ کر دیں۔

Now. should I move on to the second one.

Mr. Acting Chairman: Yes. please and we will reply togethere or you wanted to reply.

Senator Asfandyar Wali: Raza also wants to speak on this.

پھر بابر صاحب بات کرنا چاہیں تو میں پھر بول لوں گا۔ رضا ایک منٹ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا صاحب! آپ بھی اس پر بولنا چاہیں گے ؟

سینیٹر رضا محمد رضا: ہاں جناب ! میں بولنا چاہتا ہوں - جناب چیئرمین! سب سے پہلے جس انداز سے آپ نے اس بجٹ جیسے اہم اجلاس کو شاندار اور خوشگوار انداز سے چلایا اور تمام House نے جس دادتحسین کا اظہار کیا' اس میں ' میں خود کو شامل کرتا ہوں اور ایک افغان کی حیثیت سے یہ میرے لئے باعث افتخار ہے -

جناب چیئرمین! کوئٹہ ' ژوب ' ڈی آئی خان نیشنل ہائی وے ساڑھے پانچ سو کلومیٹر لمبی ہائی وے ہے اور یہ دو صوبوں کو منقسم کرنے کا اور اگر میں یہ کہوں کہ یہ سندھ اور بلوچستان کو وفاق سے ' وفاقی دارالحکومت سے link کرنے کا سب سے shortest راستہ ہے لیکن اس کی حالت ' میں خوشگوار ماحول کو خراب، کرنا نہیں چاہتا ' افسوسناک حدتک خستہ حال ہے - یہ لاکھوں

نہیں، کروڑوں پختونوں کا مطالبہ ہے کہ اس سڑک کو اولین اور ہنگامی بنیادوں پر تعمیر کیا جائے ۔ افسوس یہ ہے کہ دس سال کے دوران اس پر جتنی بھی رقم خرچ ہوئی ہے وہ تمام کی تمام ضائع ہوئی ہے ۔ میں درخواست کروں گا وزیر مواصلات سے کہ وہ عوامی آدمی ہیں ۔ وہ کم از کم ایک بار ژوب سے ڈیرہ اسماعیل خان تک سفر ضرور کریں ۔ شوکت عزیز صاحب کو میں زحمت نہیں دوں گا ۔ یہ انتہائی اہم راستہ ہے ۔ اس سال کے لئے جتنا فنڈ رکھا گیا ہے' اس کے لیے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے دو ارب روپے رکھے ہیں اور ہمیں یہ خدشہ ہے کہ دو ارب پھر کم ہوں گے۔ اس لئے کہ سکزئی ڈیم کا میں نے Wapda Minister کا document شوکت عزیز صاحب کو دیا۔ وعدہ یہ ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لیے پانچ ارب روپے رکھے گئے ہیں لیکن Wapda Minister نے ایک ارب روپے کا اظہار کیا ہے۔ یہ جو رقم اس کے لیے رکھی گئی ہے یہ صرف ایک سٹیشن کوئٹہ ژوب کے لیے ہے اور وہ بھی اس کے لیے انتہائی ناکافی ہے جبکہ کوئٹہ اور ژوب میں تقریباً ساڑھے تین سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے اور یہ تمام پشتون سرزمین کی مرکزی شاہراہ ہے۔ شوکت عزیز صاحب کا کہنا بھی یہ ہے کہ اس بجٹ میں اس کا دعویٰ بھی یہ ہے کہ ہم نے infrastructure کو اولیت دینا ہے اور economic transactions کے لیے جناب roads کی جتنی اہمیت ہے وہ شاید آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہ ایک خاص روڈ ہے۔ اس کی خصوصی اہمیت ہے' تمام پشتون ملت کے لیے اس کی اہمیت ہے' اس ملک کے لیے اس کی اہمیت ہے' منڈی کے لیے اس کی اہمیت ہے۔ میری تمام House سے request ہے کہ جس طرح اس بجٹ میں ہمارے لیے کچھ بھی نہیں اور ہماری متفقہ recommendations میں بھی زیادہ کچھ نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا مطالبہ ہے جس سے مثبت اثرات پڑیں گے تمام پشتون عوام پر اور میں request کروں گا کہ اس کے لیے خصوصی بنیادوں پر فنڈ provide کیے جائیں' کوئٹہ ژوب کے لیے بھی اور ژوب ڈی آئی خان کے لیے بھی ۔ شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری (وفاقی وزیر برائے مواصلات): شکریہ۔ جناب چیئرمین صاحب! میرے محترم colleagues نے یہ point out کیا اس سے پہلے میری اسفند یار ولی

صاحب سے اس مسئلے پر بات ہوئی تھی اور اس حوالے سے ہم نے تیاری شروع کی ہے feasibility بنتی ہے اس کے بعد پھر ہم Finance میں جاتے ہیں لیکن اس میں ایک section جس میں دو ارب روپے رکھے گئے ہیں اس میں further addition چاہیے تاکہ یہ کوئٹہ سے ڈی آئی خان پوری complete ہو جائے۔ جناب in principle ہم نے اس کو agree کیا تھا اور جو فنڈ کے حوالے سے بات ہے اس میں حکومت پاکستان سترہ ارب روپے خرچ کرے گی جوہمارا Highways اور Motorways کا network ہے اس کو بہتر کرنے کے لیے اور بنانے کے لیے۔ اس میں ہم Government of Pakistan کی guarantee پر دس ارب روپے loan لے سکتے ہیں۔ اس طرح 27 billion خرچ کیے جائیں گے۔ وہ جو دو ارب ہے اس میں اگر کوئی short fall ہوگا تو ہم وہ cover کرلیں گے۔ ہمیں کوئی problem نہیں ہے۔ Further جو اس کا estimate آ جائے گا اس پر ہم ضرور کام کریں گے لیکن جو انہوں نے دعوت دی ہے میں personally ان کے ساتھ جاؤں گا اور دیکھوں گا۔ یہ میری guarantee ہے کہ اس پر بالکل کام کریں گے۔ میری ان سے request ہے کہ اس کو further press نہ کریں۔ یہ کام انشاء اللہ ہو گا۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

Senator Asfandyar Wali: Sir, after the promise and assurance that has come from the Minister of Communication, we will not press it.

Mr. Acting Chairman: OK, No. 5 is not pressed.

اچھا اب آپ سات پر بولیں please۔

سینیٹر اسفند یار ولی: جناب چیئرمین! کل ہماری صوبائی حکومت نے اپنا بجٹ پیش کیا it was something below 44 billion اور ہم جب calculate کرتے ہیں Excise duty on tobacco crop پچھلے سال کی that came to round about 38 billion which means it's round about of the total budget of the province. Sir, tobacco is the only crop, the only crop where there is excise duty

باقی کسی crop پر excise duty نہیں ہے۔ ہماری request یہ ہے کہ ہمارے صوبے کی حالت آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایک، اتنی بڑی amount جو ہمارے total budget, i think this year جو estimate ہمارا ہے اور جو کچھ ہم وہاں field پر دیکھ رہے ہیں کہ جو تمباکو کی production ہے

that is more than what it was last year so it means that last year the total excise duty was 38 billion, so it should be round about 40 billion

اب 40 billion ایک مد میں ہوتا ہے میرے صوبے کا لیکن وہ لے آتے ہیں مرکز excise duty اور 43 billion point something میرا total budget ہے' انصاف آپ کریں۔ اگر اس ملک کی کسی اور crop پر excise duty ہو تو ہم سرتسلیم خم کر لیتے ہیں۔ اگر کسی اور crop پر excise duty نہ ہو تو یہ ہم کہتے ہیں پھر اس crop پر بھی excise duty نہیں ہونی چاہیے۔ Let this money go to the province so that we can improve what we have.

جناب قائم مقام چیئرمین: رضا خان آپ بولیں گے؟

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب اس میں اضافہ تو میں نہیں کروں گا۔ یہی کہ ایک بار ہم نے جو سوال کیا تھا جناب شوکت عزیز صاحب کا جواب یہ تھا کہ 86 million kg tobacco پیدا ہوتا ہے اور اس میں 66 million kg ہمارے اس پشتون خواہ کا ہے اور جو باقی چار۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پشتون خواہ کونسی جگہ ہے؟ رضا خان!

سینیٹر رضا محمد رضا: یہ ہماری تاریخی سرزمین ہے۔ اس کو ہم اپنے نام سے پکارتے ہیں۔

سینیٹر اسفند یار ولی: جناب جس صوبے کی ہم نمائندگی کر رہے ہیں۔ جیسے آپ کو ہم کمانڈر صاحب کہتے ہیں باوجود اس کے کہ آپ کا نام خلیل الرحمٰن ہے۔ اسی طرح جس صوبے کی ہم نمائندگی کرتے ہیں اس کو ہم پیار سے پشتون خواہ کہتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھی بات ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب والا! بجائے اس بحث میں پڑنے کے کہ شوکت عزیز صاحب کیا جواب دیتے ہیں' ہماری یہ request ہے کہ Excise Duty مرکز نہ لے اور Excise Duty سے جو بھی revenues ملیں ' وہ صوبوں کے حوالے کئے جائیں۔ اس کا یہی واحد حل ہے ۔ اس کے بعد مزید الجھن نہیں بڑھے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ Who is going to answer this?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس میں آپ کا نام تو نہیں ہے۔ بہرحال ' آپ تائید کر دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: کسی بھی motion کی تائید کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بے شک۔

Senator Wasim Sajjad: Sir, I oppose the motion, for the reason that this is against the Constitution of Pakistan. Central Excise Duty under the constitutional Article 160, forms part of the central pool and once it is in the central pool, then it is up to N.F.C to devide it into the provinces. To say that central taxes should be directly given to the provinces that is neither feasible nor practical, nor constitutional. So, therefore, this matter will be dealt with by the N.F.C and I am sure that appropriate decision will be taken. But on the face of it, this is unconstitutional.

Mr. Acting Chairman: Thank you, then in that case, I will put this recommendation No.7 before the House.

(The motion was rejected)

Mr. Acting Chairman: We have similar situation with motion No.6,8 and 9. You want it to be clubbed or should we take it separately.

Senator Farhat Ullah Babar: Please club them.

Mr. Acting Chairman: O.K., these have been clubbed. So, I read all three and then the speakers may speak and we will proceed with the normal proceedings.

Recommendation No.6: Dr. Safdar Ali Abbasi, Mr. Farhat Ullah Babar, Dr. M. Akbar Khawja, Mr. Sana Ullah Baloch and Mr. Aman Ullah Kanrani may move recommendation No.6.

Recommendation No.8: Mian Raza Rabbani, Mrs. Rukhsana Zuberi and Mr. Sana Ullah Baloch may move recommendation No.8.

Recommendation No.9: Mian Raza Rabbani and Mrs. Rukhsana Zuberi may move recommendation No.9. Who is going to speak? Mr. Farhat Ullah Sahib

There is little bit difference between them. کیا آپ نمبر -6 پر بولیں گے؟

سینیٹر فرحت اللہ بابر : جناب چیئرمین ! شکریہ-

On behalf of the Democratic Alliance, I beg to move that the demand for grant to defence services be reduced from 193 billion to Rs. 163.75 billion.

Mr. Acting Chairman: Is the recommendation moved by Mr. Farhat Ullah Babar opposed?

اچھا، پہلے آپ بھی move کرلیں club کر لیتے ہیں-

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, recommendation No.8. On behalf of the Democratic Alliance, we beg to move that the demand for the grant for the National Reconstruction Bureau of Rs. 74.01 million be abolished as after election to the Parliament, as this institution is no more required.

Mr. Acting Chairman: Who is going to move recommendation No.9 Rukhsana Zuberi Sahiba.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, recommendation No.9. I beg to move that the demand for grant for President Secretariat be reduced to Rs.134.5 million.

Mr. Acting Chairman: Minister sahib, are you opposing recommendation No.6,8 and 9.

Senator Shaukat Aziz: Opposed.

Mr. Acting Chairman: They all are opposed. Please proceed with No.6.

فرحت اللہ صاحب ! آپ بولیں گے۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس طریقے سے آپ نے بجٹ سیشن کو چلایا جس بردباری کے ساتھ، تحمل کے ساتھ، فراست کے ساتھ اور مجھے یقین ہے کہ اس motion کو بھی آگے بڑھانے کے لیے آپ اسی طرح فراست اور تدبر کا مظاہرہ کریں گے۔ جناب والا! میں اس motion کو move کرنے کے لیے، محترم وزیر خزانہ صاحب نے کل جو winding up speech کی تھی اور آج انہوں نے اس موضوع پر جو بات کی ہے، اسی کا حوالہ دینا چاہوں گا، انہوں نے کہا تھا کہ

Pakistan is at the cross road, and a defining moment, we will provide whatever resources are required for a credible defence.

اور تھوڑی دیر پہلے محترم وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا کہ paradigm shift آ گئی ہے defence parameters میں ان geo-political, حالات میں پاکستان کے دفاع کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور credible defence کے لیے ملک کے دفاعی اخراجات جتنے بھی ہوں گے ہم نے ان کو پورا کرنا ہوگا۔ جناب چیئرمین ! مجھے محترم وزیر خزانہ صاحب سے بالکل اتفاق ہے کہ پاکستان کے دفاع کے لیے جس چیز کی بھی ضرورت ہوگی پاکستانی قوم اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گی اور پاکستانی قوم پاکستان کے دفاع کے لیے ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی دینے کے لیے تیار ہے ۔

جناب چیئرمین ! سوال یہاں یہ ہے کہ خود وزیر خزانہ صاحب نے کہا کہ credible defence بجٹ میں ۱۹۳ بلین روپے رکھے گئے ہیں دفاعی بجٹ کے نام پر' یہ فوجی اخراجات تو کہلا سکتے ہیں لیکن دفاعی بجٹ کہنے کے لیے کچھ سوالات کے جواب دینے ہوں گے ' تب ہی اس کو دفاعی بجٹ کہا جا سکتا ہے ۔ اس وقت یہ دفاعی بجٹ نہیں ہے اس وقت یہ فوجی اخراجات ہیں ۔ کیا وزیر خزانہ صاحب ہمیں یہ بتا سکتے ہیں ---

جناب قائم مقام چیئرمین: دفاعی بجٹ کی اگر آپ translation کریں تو فوجی اخراجات ہی آتے ہیں۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین صاحب! دفاعی اخراجات کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے دفاع پر۔ لیکن وزیر خزانہ صاحب نے جو بجٹ document پیش کیے ہیں اور 193 billion rupees کی جو demand کی ہے اس میں کہا ہے کہ ' for salaries and other expenses ہم کو یہ معلوم نہیں ہے اور خود محترم وزیر خزانہ صاحب کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ اس میں salary کا component کتنا ہے ۔ اس میں دوسرے اخراجات کتنے ہیں modernisation of the defence forces کا کتنا ہے ' پاکستان ائیر فورس کا کتنا ہے ۔ پاکستان نیوی کا کتنا ہے ' پاکستان آرمی کا کتنا ہے ۔ خود وزیر خزانہ صاحب یہ نہیں بتا سکتے ' چونکہ وزیر خزانہ صاحب یہ نہیں بتا سکتے اس لیے وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ defence budget ہے وہ بے شک یہ تو کہیں کہ یہ فوجی اخراجات ہیں، ہم مانتے ہیں کہ یہ فوجی اخراجات ہیں لیکن وہ اس

کو defence budget نہ کہیں۔ semantics سے بڑا فرق پڑتا ہے جب آپ اس کو defence budget کا نام دیتے ہیں تو آپ اس کو sanctify کرتے ہیں اصل میں یہ فوجی اخراجات ہیں۔ دونوں کو علیحدہ رکھا جائے؛ فوجی اخراجات علیحدہ چیز ہے، دفاعی بجٹ علیحدہ چیز ہے - جناب چیئرمین! محترم وزیر خزانہ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ اپنے GDP کا صرف 4% ہے اور دنیا میں اسے ناپنے کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ مجھے انتہائی احترام کے ساتھ ان کی اس calculation سے اختلاف ہے - اس لیے کہ یہ جو 193 billion روپے کا مطالبہ کیا گیا ہے اس میں 34 billion روپے وہ شامل نہیں کیے گئے جو فوجی حضرات کی پنشن کی مد میں ہے اور جن کو سول اخراجات کی مد میں دکھایا گیا ہے۔ اس میں کئی ایسے دوسرے محکمے مثلاً رینجرز، کوسٹل گارڈ، پاکستان اٹامک انرجی کا development budget جو بہرحال defence سے تعلق رکھتا ہے - وہ اس میں نہیں دکھایا گیا۔

جناب چیئرمین! اس میں تیسری چیز جو نہیں دکھائی گئی وہ یہ ہے کہ پاکستانی فوج نے جن زمینوں پر پلازے بنائے ہیں، کمرشل مقاصد کے لیے استعمال کیا ہے، ان سے جو کرایہ آتا ہے وہ بھی federal consolidated fund میں جمع نہیں کیا - میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بجٹ جو ہے وہ 193 سے کہیں زیادہ ہے - سب کو جمع کرکے 250 billion بنتا ہے - میری ان سے گزارش یہ ہوگی بے شک آپ 250 لے لیں آپ سینیٹ اور قومی اسمبلی کی ڈیفنس کمیٹی میں صرف یہ لے آئیں کہ تنخواہ کا کتنا حصہ ہے باقی اخراجات کتنے ہیں - صرف heads بتا دو۔ Navy. Airforce اور Army کے اخراجات بتا دو آپ جتنا پیسہ مانگتے ہو قوم آپ کو دے دے گی لیکن آپ ان سب کو justified کردیں۔

Mr. Acting Chairman: Thank You. Anybody else would like to speak amongst the movers. But please make very short.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Thank you Mr. Chairman! as honourable member Mr. Babar has already given background and the numbers I won't repeat those, strongest defence for

the country is the part of our party manifesto and we fully support as far as defence is concerned. But Mr Chairman let me correct the calculation of Finance Minister who said this is just 7% increase.

Mr. Chairman, it's wrong. Last year budgeted figure was 160 this year budgeted figure is 193 sir, this is 20% increase from 160 to 193 very simple maths and if you take the base 146 a year back, it is 48% increase Mr. Chairman. What Mr. Shaukat Aziz is referring to is spending of 12% last year. so that is a mismanagement of the funds. Budgeted figure was 160 they spent 180 so Finance Minister is making 180 as a base and increasing 7% to 193.

Mr. Chairman, you may be aware there was a audit report by Public Accounts Committee and they reported a huge, mass level defence procurement problems and irregularities. Mr. Chairman its extremly important although we do not want to go in details but it should not be a one line item. One line item explaining to no one even to the Finance Minister. I do not know how you can govern that, what type of effeciency you will bring. I agree with Mr. Shaukat Aziz as percentage of GDP. It looks like reduction but as Mr. Babar said the base included originally the pension, now it does not include and also that was a receipt from the defence about 30 billion which has been again slashed this year so Mr. Chairman its an unrealistic increase. I know our forces. they are as patriots as devoted, I would request whosoever is concerned to review this request for the increase and slash this budget and divert this fiscal space to support the poverty reduction.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

Senator Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Mr. Chairman I will just add one more item also. Mr. Chairman, the Finance Minister said that theyhave supported the manpower development and the women Development. It is wrong sir, if we see the PSDP budget it has not been increased at all, there is no support to the women and gender side of the manpower. My request is that these fiscal spaces as to the point should be diverted. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you. You want to speak Sanaullah Baloch. Please two minutes because most of the things have been stated over here.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین ! میرے محترم colleagues اور دوستوں نے جس طرح ذکر کیا کہ 193 billion سے زیادہ کی رقم جو ڈیفنس کے لئے مختص کی گئی ہے دفاع کے نام اور دفاع کے مختلف شعبوں کے نام پر اس میں دیگر جو civilion شعبوں میں دی گئی رقم ہے اس کا تو ایک break up budget میں ملتا ہے لیکن دفاع کے حوالے سے مختص کئے گئے .بجٹ کا کوئی break up یا اس کا کوئی حساب کتاب ہمارے اس کو تشکیل دیئے NFC Award جو ہیں documents .بجٹ جو illegal, unconstitutional بغیر لائے گئے ہیں اس میں شامل نہیں ہے ۔ اور اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جناب والا! ہمارے ملک میں کچھ ایسی مقدس گائیں ہیں جن کو حساب کتاب سے ، جن کو احتساب سے ، جن کے اخراجات کو عوام سے ہمیشہ پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے اور یہ سلسلہ کافی عرصے تک اس ملک میں چلتا رہے گا۔ جناب والا! دنیا کے اندر ، دفاع کا تصور ہے، سلامتی کا تصور ہے وہ تبدیل ہو کر رہ گیا ہے۔ اب بڑی بڑی فوجیں، ٹینک، آرمڈ توپیں، گنیں اور نیوکلیئر ٹیکنالوجی کسی ملک کا دفاع نہیں کر سکتیں۔ اگر اس طرح کا دفاع دنیا میں ملکوں کے جغرافیہ کو قائم رکھنے کا باعث بنتا

تو سویت یونین پچیس ہزار سے زیادہ نیوکلیئر اسلحہ رکھنے کے باوجود بھی آج جغرافیائی طور پر دنیا پر موجود نہیں ہے لہذا دنیا کے اندر دفاع کا تصور اور سلامتی کا تصور اس وقت پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے جب آپ اپنے ملک کے اندر شہریوں کے مال و جان کی، شہریوں کی عزت نفس کی، شہریوں کی تعلیم کی، شہریوں کی صحت کی، شہریوں کی تعمیر و ترقی پر توجہ دیں۔ لیکن جس طرح میرے محترم خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جب آپ PSDP میں development sector پر جائیں گے تو آپ کو تعلیم کے شعبے میں، صحت کے شعبے میں اور دیگر سروسز کے شعبے میں ایک روپے کی بھی increase .بجٹ میں نہیں ہوئی ہے اور یہ پاکستان کے لئے ایک المیہ سے کم نہیں ہے۔ پاکستان جیوپولیٹیکل کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اندر human resource بھی develop نہیں ہو رہا۔ پاکستان کے اندر اس کے شہری اس قابل بھی نہیں ہیں کہ اپنے بچوں کو سکولوں کو بھیج سکیں۔ گھروں میں واپس ان کو رکھ رہے ہیں۔ ان کے پاس اتنی بھی سہولت نہیں کہ وہ گورنمنٹ کے سکولوں میں کجا دیگر پرائیویٹ سکولوں میں بچوں کو بھیج سکیں۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کے پندرہ کروڑ عوام ہی پاکستان کی دفاع اور سلامتی کے ضامن ہیں۔ لہذا جو 193 بلین کی رقم مختص کی گئی ہے اس کو ایک سول سروسز میں عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جانی چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم غریب علاقوں سے نکلنے والی معمولی سی گیس وہ بھی Federal Consultative Fund کا حصہ بنتی ہے۔ ہماری گیس سے حاصل کی گئی رقم کو بھی وفاق کا حصہ بنا دیا جاتا ہے۔ جب کہ ڈیفنس ہاؤسنگ سکیم، عسکری بنک، عسکری سروسز، عسکری مختلف قسم سے حاصل ہونے والی رقم Federal Consultative Fund کا حصہ نہیں بنتی جو آرٹیکل 160 کے تحت بنتی چاہیے۔ جناب والا! اگر آپ اپنے ملک کے غریب انسانوں کے ساتھ، ڈیرہ بگٹی کے محروم بگٹیوں کے ساتھ، مریوں کے ساتھ یہ ظلم کرتے ہیں کہ ان کے وسائل کو تو آپ Federal Consultative Fund کا حصہ بناتے ہیں اور امیر ڈیفنس سوسائٹیوں میں رہنے والے ------

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! ڈیفنس کے حوالے سے بہت بات ہو چکی

ہے۔ اس کے میں دو بنیادی points رکھوں گا۔ ایک تو شوکت عزیز صاحب کئی دفعہ کہہ چکے ہیں کہ یہ جو پنشن کا مسئلہ ہے یہ time bomb ہے۔ ان کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اس دفعہ بیالیس ارب روپے پنشن کی مد میں رکھا ہے۔ جس میں سے چونتیس بلین ڈیفنس سروسز اور آٹھ بلین باقی کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس مسئلے کو کس طرح حل کریں گے ان کو سوچنا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ disagreement move کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس چیز کو curtail ہونا چاہیے۔ لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ پارلیمنٹری accountability، کا بار بار ہم تصور دے رہے ہیں۔ جو چیز ہے it should not be a one line item اور اگر وہ پارلیمنٹ سے اس کی منظوری لیں یا تو وہ کہہ دیں کہ ہم نے پارلیمنٹ سے منظوری نہیں لینی تو کیا فرق پڑتا ہے they can do that وہ selective جب ہو ہی گئے ہیں تو selective تو کر رہے ہیں۔ اس کو آپ نے implement کرنا ہے ' اس decision کو ہم نے implement نہیں کرنا۔ تو selective ہیں اپنی جگہ ہیں۔ اگر سپریم کورٹ یہ کہے کہ آپ آئین میں ترمیم کرسکتے ہیں تو اس کو تو قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن سپریم کورٹ میاں شہباز شریف کے بارے میں کوئی فیصلہ دے تو آپ اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ بات تو اب ہو چکی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یا تو آپ کہہ لیں کہ آپ کا اس میں کوئی concern نہیں ہے لیکن اگر وہ ہم سے مانگتے ہیں تو kindly parliamentary accountability ہونی چاہیے ۔ میں پھر پروفیسر خورشید صاحب کو دہراتے ہوئے joint estimate committee کا انہوں نے ایک تصور دیا ہے شوکت عزیز صاحب سے درخواست کروں گا کہ جیسے ہی یہ بجٹ گزر جائے تو وہ ہمارے ساتھ بیٹھیں اور joint estimate committee کے تصور کے تحت ایک parliamentary accountability ہونی چاہیئے۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس کا جواب دے دیں گے آپ۔

ایک معزز سینیٹر : جناب رولنگ دیں کہ شہباز شریف واپس آئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : میں نے کہا کہ وہ اس بجٹ میں کہاں سے آ گیا۔

سینیٹر شوکت عزیز : جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے صرف دفاع پر' دفاعی اخراجات کا جیسے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا as a percent of GDP یہ کم ہو

رہے ہیں . ں سال ہم نے سات فیصد اضافہ تقریباً 194 کیا ہے۔ میں دو تین پوائنٹ کی پھر وضاحت کروں گا and I will try not to repeat what ! said earlier. ایک تو جیسے سینیٹر بابر صاحب نے کہا۔ We need to maintain credible defence اور میں ان سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ جتنے بھی وسائل ہمیں چاہیے for credible defence وہ ہمیں پورے کرنے ہیں۔ ائرپورٹس کی capability ہے آج کل بڑی high technology آگئی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہمارے پاس minimum deterrence in the air بھی ہو۔ جناب پورا سسٹم تبدیل ہو رہا ہے۔ ایسے ایسے میزائل آگئے ہیں جو نظر بھی نہیں آتے۔ بڑی ٹیکنالوجی اس میں آگئی ہے۔ نئے ریڈار ہمیں چاہییں ۔ دوسرا نیوی، نیوی میں بھی we have large coast line all alone اور اس کی safety کے لئے ہمیں surface fleet and sub surface fleet کی ضرورت ہے ۔ modern. Hightech and areal fleet also نیوی کا air wing بھی ہوتا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اتنا بڑا جو ہمارا coast ہے اور شپنگ ہے ان کی دفاع کے لئے، ان کی monitoring کے لئے ہمیں latest techonology چاہیے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ آرمی کے لئے بھی اب mobility, air born support اس کے لئے نئی ٹیکنالوجی چاہیے۔ اور

these are capital intensive items which are required. Despite all this the increases are only by 7%. No.2. Pension.

کی بات ہوئی، سینیٹر صاحب نے ابھی پنشن کی بات کی تو retirement age in the Armed Forces is earliear than civil اور جیسے میں نے کہا تھا کہ ہماری unfunded pensions ہوتی ہیں، جب کوئی ریٹائر ہوتا ہے یا جب اس کو payment ہوتی ہے تب وہ بجٹ کو hit کرتی ہیں۔ Armed Forces میں ریٹائرمنٹ کا بجٹ accelerated ہے، اس لئے ان کی amount نسبتاً زیادہ ہوتی ہے but long term liability کم ہوتی ہے، وہ commute کر کے پہلے لے جاتے ہیں ۔ but they are retired in much younger age. اور سویلین کا یہ ہے کہ پوری superannuation age پر جا کر payment شروع ہوتی ہے۔ میرے سینیٹر بھائیوں نے بات کی plazas کی، دیکھیں! جہاں تک فوجی فاؤنڈیشن کا تعلق ہے یہ ایک ادارہ ہے جو تینوں services' افواج کی welfare کے لئے بنایا گیا تھا اور اس میں انگریزوں کے زمانے میں یا کافی

عرصہ پہلے چیزیں ڈالی گئی تھیں اور وہ چیزیں commercially produce بھی کرتے ہیں، invest بھی کرتے ہیں، real state بھی develop کرتے ہیں اور اسی سے پھر ہماری افواج کی فلاح و بہبود ہوتی ہے، ہسپتال چلا رہے ہیں، سکول چلا رہے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ اس میں پولیس فاؤنڈیشن بھی ہے اور بھی بہت سے اداروں میں foundations ہیں جو welfare activities کرتی ہیں۔

اس پوری motion کے بارے میں بات کی گئی about disclosure. ظاہر ہے سالوں سے ہماری ایک tradition ہے کہ detail نہیں دیتے کیونکہ پھر اس سے ملک کے باہر لوگوں پر unnecessary disclosure ہو جاتا ہے لیکن میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ

total formality and audit formalities and the whole financial advisor and audit organization looks at all defence expenditure like any other expenditure. Those total formalities are meant for every rupee which is spent. I will therefore, oppose the motion and I request that it be put for vote.

Mr. Acting Chairman: Now, let us get on to the 8th recommendation, since this has been opposed, who is going to speak, Raza Rabbani sahib.

(Interruption)

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں وہ اکٹھا ہی club کریں گے، وہ ایک ہی ward میں جائے گا۔ 6, 8, 9 کو اکٹھا کر کے ان کا ووٹ اکٹھا لیں گے۔ جی رخسانہ زبیری صاحبہ۔

سینیٹر انجینئیر رخسانہ زبیری: جناب جو National Reconstruction Bureau بنا تھا اس کا ایک given task تھا

and that task was to formulate a policy strategy option for national reconstruction. They did a job which was for devolution and the elections have been held and the local governments are in place.

لیکن اب NRB کا counter productive role ہو گیا ہے کیونکہ اب NRB کا One Unit کا تصور آتا ہے او ر یہاں پر جو محروم صوبوں کی بات بار بار ہوتی ہے ' اس کا تصور اور زیادہ بڑھتا ہے اور یہ ایک counter productive خرچہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک unjustified payment ہے خاص طور پر ایک ایسے بجٹ میں جہاں پر ساڑھے سات کروڑ خواتین کے لئے "توانا پاکستان" پروگرام میں 300 million Rupees رکھے گئے ہیں اور یہاں پر 74 million رکھے گئے ہیں۔

Sir, this is unjustified itself and we have moved that this should not be there.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Anybody else, Raza Sahib.

سینیٹر میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو اس ادارے کی شروع میں بھی ضرورت نہیں تھی لیکن ایک جنرل جس کو آرمی نے کمانڈ کے لئے خود Fit نہیں قرار دیا تھا' جنرل نقوی کے لئے اتنا huge set up بنایا گیا تھا اور اس کے بعد انہوں نے جو devolution plan دیا اس کا حشر آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس نے ایک تو دوبارہ ملک کو One Unit کی طرف دھکیل دیا ' دوسری بات یہ ہے کہ صوبائی خودمختاری پر اس devolution plan نے قدغن لگائی اور تیسری بات یہ ہے کہ مختلف اداروں اور functionaries کی جو limits ہیں وہ اتنی blurry ہیں کہ آج۔

there is total chaos and total mess, so that General Naqvi really, has created a lot of problems rather than solving them.

ایک اور بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب پارلیمنٹ معرض وجود میں آ گئی ہے تو National Reconstruction Bureau کا اب کوئی role نہیں رہتا' نہ ہی وہ think tank ہے اس نوعیت کا کہ جس کا تصور ہمیں باہر کے ملکوں میں یا پاکستان کے اندر جو مختلف think tanks کام کر رہے ہیں اس کا ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس کو

جو total allocation دی گئی ہے وہ سات کروڑ چالیس لاکھ ہے، اس رقم میں سے تین کروڑ روپے کی رقم ملازمین کی salaries پر خرچ کی جا رہی ہے۔

Now, just imagine Mr. Chairman, that 3 crores of Rupees are being spent on the salaries of people over there and what is the net output that is coming.

چلیں salaries کو بھی چھوڑ دیں۔

What I would request the Finance Minister to kindly explain to us is that there are 4 crores of Rupess that have been asked for as operational expenditure. Now, what is the operational expenditure and that too to the tune of 4 crore of Rupees that the NRB is asking for. So, therefore, we believe that this is a totally redundant organization now and this total allocation of seven crores and forty lacs can be better spent, they have cut down on labour welfare--

لیبر welfare کے projects کو اس بجٹ کے اندر cut کیا ہے، اگر اس کو یہاں سے ختم کر کے labour welfare project یا low cost labour colonies and housing کے لئے استعمال کیا جائے تو وہ اس پیسے کا بہتر مصرف ہو گا۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Sana Ullah Baloch.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ : Thank you Mr. Chairman. جناب والا! NRB کے متعلق یہ ہے کہ 2000 میں جنرل صاحب نے devolution کا ایک تصور دیا، اختیارات کی عدم مرکزیت کا، لیکن افسوس کی بات ہے کہ اختیارات کی عدم مرکزیت کی بجائے NRB نے، اور یہ میرا کہنا نہیں بلکہ حال ہی میں International Crisis Group نے اپنی رپورٹ میں یہ لکھا ہے کہ devolution کی بجائے اس نے centralization and military rule کے تصور کو

پاکستان میں بڑھا دیا ہے اور اس میں واضح طور پر انہوں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ NRB کو حکومت پاکستان تو اس وقت funding نہیں کر رہی بلکہ NRB کو مختلف donor agencies بھی assist کر رہی ہیں اور یہ سات کروڑ تو ہم غریبوں کے بجٹ سے اس ادارے کے لئے جا رہا ہے اور ایک ایسا ادارہ جس کا 1973 کے Constitution میں ذکر تک نہیں ہے وہ ادارہ پاکستان کے تمام political structure کو روز و شب تبدیل کرنے کے خواب دیکھتا ہے۔ لوگوں کو تنخواہیں دیتا ہے اور power points پر جعلی presentation دیتا ہے تو جناب والا! ایک چیز Constitution میں موجود نہیں ہے۔ دوسری بات جس devolution کے تصور کے لئے اس کو بنایا گیا تھا اس کے منافی پروگرام دے کر اس نے local bodies کا جو Act اس کو Schedule 6 میں ڈال دیا۔ اس کے بعد police reform بنا کر اس کو Schedule 6 میں ڈال دیا کہ 6 سال تک صوبے ان معاملات پر بات بھی نہیں کر سکتے۔ قانون سازی بھی نہیں کر سکتے۔ یہ خود devolution کے decentralization کے تصور کے منافی اقدامات ہیں کہ آپ سارے پاس کرنے کے اختیارات' قانون سازی کا اختیار بھی لے لیتے ہیں۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ جناب! اگر ہماری بات آپ کو پسند نہیں ہے کیوں کہ ہمیں آپ لوگ Opposition سمجھ کے یا جاہل ' گنوار یا دیہاتی لوگ سمجھ کے شاید ہماری بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ : جناب! International Crisis Group نے ایک سات نکاتی سفارشات NRB کے حوالے سے مرتب کی ہیں کہ NRB کو اگر پاکستان کے اندر control نہیں کیا گیا تو پاکستان کے اندر internal conflict کا عنصر دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ ان کی international report آئی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے United Nation کو لکھا ہے اور UNDP کو کہ وہ Government of Pakistan کو force کرے کہ NRB کی Reconstruction Bureau کی بجائے وہ صوبائی خودمختاری کے تصور' صوبوں کو زیادہ ذمہ داریاں تفویض کریں۔ صوبوں کو financial devolution کی طرف لے جائیں۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ بلوچستان میں 3 سال سے

قحط سالی تھی، یہ سات کروڑ کا جو بجٹ ہے اگر یہ NRB سے بچا سکتے ہیں تو بلوچستان میں قحط سالی کے لئے بھیج دیا جائے، جس طرح رضا صاحب نے کہا کہ کسی low cost Housing Scheme کے لئے اگر اس کو مختص کیا جائے تو ہمیں زیادہ خوشی ہو گی۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. Shaukat Aziz Sahib, would you like to answer that?

Senator Shaukat Aziz: Mr. Chairman, with your permission the role of NRB of course, is well known and they are catalysts for reform in many different ways including devolution but not necessarily restricted to that. They function like think-tank to advise the Prime Minister and the government on new initiatives and future policy. The budget, Mr. Chairman! reflects two main heads. The salary budget and the operating expenses. The operating expenses are about 4 crores and they cover largely training for the various devolved government functions. This includes Nazims, Naib Nazims, Councillors because it is something new and the staff in the districts they are being trained into local acounting, the whole organizational structure is being changed. So, this money is being used to help fund the training and effective functioning of district governments which is an important part of the whole devolution programme and an important means for empowering the people of Pakistan. I oppose the motion.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Let's get to now recommendation 9 has been opposed. Who is going to speak?

سینیٹر میاں رضا ربانی: اس میں democratic alliance کا یہ خیال تھا کہ چونکہ اب

elections ہو گئے ہیں، پارلیمان وجود میں آ گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وزیر اعظم بھی elect ہو گئے ہیں اور کام کر رہے ہیں تو Presidency کے اوپریا President Secretariat پر جو خرچہ ہے وہ کم ہو گا، بڑھے گا نہیں۔ لیکن یہاں پر ہم نے یہ بات دیکھی ہے کہ ایک steady increase اور at times a quantum increase جو ہے وہ Presidency کے expenditure میں ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! 2002-2003 کے اندر یہ اخراجات Presidency کے اُوپر 12 crore تھا، پھر آگے چلیں تو 2003-4 کے اندر یہ 12 کروڑ سے بڑھ کر 18 کروڑ بن گیا یعنی 12 سے 18 ایک سال کے اندر 6 crore کا فرق اس expenditure میں پڑ گیا اور اب اس سال یہ 18 کروڑ سے بھی تجاوز کر کے یہ اب 21 کروڑ اور 21 لاکھ روپے ہو گیا۔ جناب چیئرمین! کیا justification ہے کہ Presidency پر 21 کروڑ روپے خرچ کیے جا رہے ہیں اور steady increase ہے اور ویسے بات کی جاتی ہے کہ جی good governance ہونی چاہیے، کفایت شعاری ہونی چاہیے اور cuts لگنی چاہئیں۔ جناب! میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ اس 21 کروڑ کو بھی اگر آپ دیکھیں تو اس میں employees کی salary ہے، اگر honourable Finance Minister دیکھیں کہ employees کی salary جو ہے وہ 8 کروڑ روپے ہے۔ یعنی 8 کروڑ روپے جو ہیں وہ employees کی salary کی طرف جا رہے ہیں Presidency میں۔ پھر آپ اگر آگے چلیں تو operating expenses جو ہیں وہ چار کروڑ روپے کے ہیں اور پھر جناب والا! ایک ایسی term ہے جو کم از کم مجھے تو سمجھ میں نہیں آ رہی کہ وہ کس مد کو کس طرح cover کر رہی ہے شاید وزیر خزانہ صاحب اس پر کچھ روشنی ڈال سکیں اور وہ ہے جناب grants, subsidies and write off loans, اور اس کے لیے سات کروڑ روپے ہیں تو یہ بات مجھے سمجھ میں نہیں آتی۔ Grants and subsidies تو سمجھ میں آتی ہے کہ جہاں پر صدر صاحب جاتے ہیں but at his discretion seven crores of rupees, in this poor country, can we afford it? تو جناب! اس لیے ہم نے یہ کہا ہے کہ اس expenditure کو کم کیا جائے اور اس کو 134.5 million rupees کیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

رخسانہ زبیری صاحبہ آپ بولیں گی۔ Make it short۔

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: I just want to add that

President sahib بہت impressed لگتے ہیں Turkey کے system of governance
سے۔ وہاں پر تو Parliament House کو use کیا جاتا ہے، stage functions وغیرہ کے
لیے۔ بے شک،

at least try and learn something good from there. This is too much of an expense and we are having more and more discretionary amounts.

ویسے بھی ہمارا development budget گھٹتا جا رہا ہے اور implementation or
executive, administrative side کا بڑھتا جا رہا ہے۔ We need to do something
about this. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Shaukat Aziz sahib.

Senator Shaukat Aziz: Thank you, sir. As I have mentioned in the earlier discussion where a similar motion was put to vote. The expenses of the President Secretariat are largely the salary expenses of the staff which is required and the grants - the honourable Senator asked about grants. These are grants which the President, in his discussion, has always been giving for years and years the President has had a discretionary fund to go when he visits institutions, when there are some humanitarian needs and this is very normal in the procedure of the functioning of the President who is the Head of the State and deserves adequate resources to function effectively. We oppose the Motion.

Mr. Acting Chairman: Thank you. I shall now put the

Recommendation No.6........

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, on a point of clarification . Finance Minister is not right. This particular grant and subsidy is only meant for employees. This amount has nothing to do with functions and grants. This amount is connected with the employees who are working there.

Senator Shaukat Aziz: Sir, the President has the discretionary grants, this is what I was talking about.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, seven crore rupees of discretionary grant to one individual is big, much.

Mr. Acting Chairman: But he is covering 14 crores of people.

Senator Shaukat Aziz: Yes, it is a big country.

Mr. Acting Chairman: I will now put the Recommendations No .6, 8 and 9 before the House.

(The motion was rejected.)

Mr. Acting Chairman: The recommendations are rejected and this brings us to last Recommendation No. 10 which is Mian Raza Rabbani , Mrs Rukhsana Zubairy , Mr . Farhatullah Babar , may move recommendation No.10.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! اس میں تھوڑی سے alteration کی ہے۔ بابر صاحب will move and Raza Sahib کی جگہ کھوسہ صاحب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ تو unofficially ہوئی ہے' but on the record is not just...

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: دیکھیں آپ کی already discretion میں ہے ۔

Mr. Acting Chairman: Alright pardoning gesture for you.

Senator Farhatullah Babar: Sir, on behalf of the Democratice Alliance, we beg to move that the demand for grant of National Accountability Bureau be held in abeyance till a Judge of the Supreme Court or a person qualified to be a Judge of the Supreme Court takes over as Chairman National Accountability Bureau.

Mr. Acting Chairman: Is it legally connected with the budget, you know?

سینیٹر فرحت اللہ بابر : جناب چیئرمین ! بجٹ میں جو National Accountability کی grant ہے ۔ وہ پہلے سے بڑھا دی گئی ہے ۔

Mr. Acting Chairman: Is it opposed? Alright, you may speak.

سینیٹر فرحت اللہ بابر : جناب چیئرمین ! National Accountability Bureau ایک ایسا ادارہ بن گیا ہے ۔ جو اغواء برائے تاوان کا ایک ادارہ بن گیا ہے ۔ اور یہ NAB جو ہے خود غیرقانونی طریقے سے کام کر رہا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب نیب کا قانون Supreme Court میں challenge ہوا۔ تو Supreme Court کا یہ فیصلہ ہے ۔ جس میں سپریم کورٹ نے یہ کہا Chairman NAB جو ہے وہ ' وہ شخص ہوگا جو Supreme Court کا Judge بننے کا اہل ہوگا ۔ اور Supreme Court کا Judge ہوگا ۔ اور اس میں یہ بھی کہا گیا کہ جو موجودہ چیئرمین ہے جب یہ چلا جائے گا تو نیا جو چیئرمین آئے گا اس کو Chief Justice of Pakistan کی مشاورت سے appoint کیا جائے گا ۔ اور وہ شخص ہوگا جو Supreme Court کا Judge بننے کا اہل ہو گا ۔

لیکن جناب چیئرمین ! جب نیا چیئرمین نیب appoint ہوا تو اس وقت سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ موجود تھا ۔ جس طرح پہلے صفدر عباسی صاحب نے کہا کہ ان کی مرضی ہے کوئی فیصلہ

سپریم کورٹ، کا مانیں یا نہ مانیں ۔ پورا set up national accountability کا جو ہے وہ غیرقانونی ہے، سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف ہے ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you. -

سینیٹر فرحت اللہ بابر: دوسری بات یہ ہے کہ اس Floor of the House پر پروفیسر غفور صاحب کا سوال ۲۳ جنوری کو تھا اس میں National Accountability Bureau نے تحریری طور پر اس بات کا اعتراف کیا کہ حکومت کے اندر تین وزراء ایسے ہیں جن کے خلاف نیب کے cases ہیں لیکن NAB مجبور ہے ان کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرتی ۔ اس طرح نیب ایک سیاسی ادارہ بن گیا ہے۔ NAB کا چیئرمین غیرقانونی طور پر موجود ہے ۔ NAB اغواء برائے تاوان کا ادارہ بن گیا ہے ۔ NAB اپنے قانون کو، سیاسی مخالفین کو دبانے اور لوٹاکریسی کو promote کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے ۔ اور یہ وہی NAB ہے جناب چیئرمین! کہ انہوں نے اعلان کیا تھا اور الزام لگایا تھا کہ ایس۔ جی۔ ایس کے preshipment inspection case میں ایس۔ جی۔ ایس نے دھوکہ دہی کے ذریعے پیسہ کھایا ہے اور پیپلز پارٹی کے لیڈروں نے پیسہ کھایا ہے ۔ آج اگر حکومت نے اسی ایس۔ جی۔ ایس کو دوبارہ contract دیا ہے تو وہی NAB خاموش ہے ۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ NAB کا کوئی وجود نہیں ہونا چاہیے ۔ ہم accountability چاہتے ہیں لیکن ایسی accountability جو صرف سیاسی مقاصد کے لئے ہو، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اس کا grant ختم کرکے social welfare وغیرہ پر پیسہ خرچ کیا جائے ۔ شکریہ ۔

Mr. Acting Chairman: Who is next one now and here is Mr. Raza Rabbani sahib, Rukhsana Zubairy sahiba.

جی، کھوسہ صاحب کو بولنے دیں۔

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, the Motion which we have presented is of paramount significance, in that, it goes to the route of democracy. NAB as we all have noticed throughout,

has been used as an institution to stifle the Opposition in the country. All those have been grabbed or nabbed were trying to fight for democracy and fight for democratic rights and once they became turn coats, they were put in pleasant houses whether they became Minister or they became favourite blue eyed, it is before the nation and before you sir, I don't have to name any one.

Sir, recently also the Supreme Court of Pakistan in the case of Khan Asfand Yar Wali which is reported in PLD-2001 Supreme Court Page 607 and that judgement of the full bench of the Supreme Court as Mr. Farhatullah Babar has just now pointed out, categorically struck down many of the provisions of NAB as being ultravires to the Constitutional rights of the people of Pakistan. And one of the provisions which they said is that the Constitution of the NAB would be that it will be headed by a person who is eligible and competent to be a judge of the Supreme Court which means he would have highest judicial experience which is available in the country.

Sir, what happens here is, as has been rightly pointed out that now again a person who is not eligible and not competent to become a judge of the Supreme Court is manning the NAB and is heading it. Obvisiously sir it is for persecutory reasons. Sir, as we have seen recently, unfortunately, even the judgements have been tailored and we have instances before us where the NAB courts have not had freedom.

Mr. Acting Chairman: Thanking you Khosa Sahib, I think it is enough.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, one thing I would point out, recently one of our members of the National Assembly who was tried to be pestered and who refused to turn over. His brother has been convicted.

Mr. Acting Chairman: Give concrete suggestions rather than examples.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Just two minutes sir, it is not example, I am telling how NAB is functioning and whether requirement of the funds is required. Sir, recently one of the MNA's brother has been sentenced just because he had changed the colour of the car, official car when he was the Mayor of the Muncipal Corporation Multan. The car is there, just becausche changed the colour of the car and he has been sentenced for 10 years sir, by the NAB because the brother has refused to part ways with his party and his second brother has been convicted because at one time when, he had entered into a bargain for sale he did not pay the requisite transfer fee. Now sir, there was no objection ever raised by the Transferring Authority that only can own that you can issue him a notice that please pay these dues which probably you did not pay at the relevant time and he too has been sentenced 10 years rigorous imprisonment by the NAB court.

Mr. Acting Chairman: But now come on the reasons.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: If this is the purpose for which NAB is being given this fund of 467 million rupees, sir, therefore, under Article 189, let me remind this House and let me, through your honour, remind the Government that there is Article 189 and 190 of the Constitution which makes it mendatory and obligatory upon all authorities including the President of Pakistan to work in aid of the Supreme Court and the judgement is binding on all authorities of Pakistan.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Just one second. The judgement is being flouted and therefore, there is no NAB in the eyes of law and therefore this fund of Rs. 467 million would go against the Constitution.

Mr. Acting Chairman: Thank you Khosa Sahib. Anybody else who wants to speak on this.

جی آپ بولئے زبیری صاحبہ۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری : جناب National Accountability Bureau کا
جو Guiding principle ہے
according to them it is that Allah commands to you to hand your trust to their rightful owners and to pass judgement upon that you judge. That is the guiding principle

اور ان کا جو مشن تھا ، Mission statement ان کا یہ تھا کہ political regime جو ہیں
crumble ہوئی ہیں پاکستان میں because of corruption... اور ہمیں stable پاکستان
کے لیے corruption from all segment of society کو remove کرنا ہوگا اور on 12th

of October, 1999 self-appointed Chief Executive پاکستان کے جو تھے انہوں نے
seven point agenda دیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ

He wants to steer the country out of present economic, social, political and administrative mess by carrying out, across the board and transparent, accountibility. In contrast to earlier such an attempt and that he said which could not survive the malignancy of all intents. So that was a kind of accountability, he aimed at and that was the time when we supported his move. If you go to their official web site. The Court cases:

اگر آپ اس کی detail میں جائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہاں کیا صورت حال ہے۔ وہاں بہت سے ایسے court cases تھے جن کے بارے میں ہم point out کرتے تھے تو پتا چلتا تھا کہ یہ تو آپ کے minister ہیں، یہ آپ کے advisor ہیں، تو court cases میں message آتا ہے۔

there is an error. You can not open up that page. Prosecution, Investigation and Recoveries:

اس کے متعلق پہلے پوری details تھیں لیکن اب بڑے خوبصورت graphs ہیں but say nothing, give you no information at all. Plea-bargaining پر error آتا ہے۔ at that no data base is available. Exit پر error آتا ہے ان پر، ہیں criminals جو large Control List پر error آتا ہے، اس میں ابھی تک ministers کے کچھ نام تھے۔

اب والا! accountability اور informers پر تھوڑی سی information ہے کہ how you can become an informer and سب سے زیادہ انہوں نے اہمیت دی ہے، وہ assets of محترمہ بے نظیر بھٹو ہیں Sir, this is a personal, specific, party specific organization, جو اس کی achievements رہی ہیں، جس کی آپ بات سنتے ہیں۔ فاروق لغاری صاحب نے ایک elected government کو dismiss کرتے وقت ایک allegation لگایا تھا۔ اس وقت انہوں نے ایک case cite کیا تھا، آج تک وہ case National Accountability Bureau میں نہیں آیا ہے۔ جناب والا! regional anti-corruption departments ہیں،

وہاں پر files پہلے move ہوتی ہیں اور پھر کہا جاتا ہے کہ ان پر paper weight لگا دیئے جائیں---

Mr. Acting Chairman: Thank you very much.

Senator Eng. Rukhsana Zuberi: Sir, I will take a minute to finish it. Sir, 26 billion

کی recovery انہوں نے show کی ہے۔ 22000 complaints آئی تھیں جن میں سے 512 پر action ہوا ہے۔ recovery کا 13% amount ہے۔ and 87% has been re-scheduled.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. Saadia Abbasi Sahiba, I will give you one minute because you were not any where on the scene.

Senator Eng. Rukhsana Zuberi: Sir, I would say that this is...

Mr. Acting Chairman: I thought you have finished.

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری : جناب والا ! ابھی تک ان کی جو basic achievement رہی ہے، میں عرض کرتی ہوں ۔ انہوں نے صدر صاحب کو 2003 کی رپورٹ اپریل میں پیش کی ہے۔ اس پر صرف پیسے waste کئے ہیں کیونکہ اس میں کوئی information نہیں ہے۔ so, I would say that this amount is kept for some other office.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. You just have one minute, flat.

Senator Saadia Abbasi: Just two minutes

Mr. Acting Chairman: No one minute, please.

سینیٹر سعدیہ عباسی : جناب چیئرمین ! جہاں تک NAB کا تعلق ہے، اس کے متعلق جتنی باتیں بھی کی جائیں، کم ہیں لیکن میں NAB سے تھوڑا سا ہٹ کر اپنی حکومت اور اپنے وقت کی بات کروں گی اور کہوں گی کہ اس وقت ہم نے بھی ایک احتساب بیورو بنایا تھا۔

احتساب بیورو کی کوتاہیاں اور کمزوریاں تھیں، وہ ایک طوفان بدتمیزی تھا اور وہ ہمارے ہی گلے پڑا اور گناہ بھی ہمارے ہی سر آیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دیکھیں جی! جو "judge" issue آج کا ہے۔ do not swing from there. You would talk about this.

(Interruption)

Senator Saadia Abbasi: If you just allow me.

ہم اتنی دیر سے بیٹھے ہیں تو اگر آپ مجھے دو منٹ بات کر لینے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بولیں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب والا! victimization سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ملک میں ایک قانون پہلے موجود ہے. anti-corruption کے laws ہیں۔ اب صرف یہ ہوا ہے کہ anti-corruption کی definiation بدل گئی ہے۔ اگر کوئی corruption کے بارے میں مجھ سے پوچھے گا تو میں آپ کو یہ کہوں گی کہ even- abuse of the resources of the country ہے۔ اگر آپ کو کوئی سرکاری گاڑی دی جاتی ہے تو سرکاری گاڑی کا بھی ایک مقصد ہوتا ہے۔ سرکاری گاڑی کا یہ مقصد نہیں ہوتا ہے کہ آپ کے بیوی بچے اس میں بیٹھ کر پھریں۔ اس کا یہ مقصد نہیں ہوتا ہے کہ۔۔

Mr. Acting Chairman: Please do not go into the philosophy. Just say what you have to say.

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب والا! میرا point ہے کہ اس ادارے کو completely abolish کیا جائے۔ ہمارے ملک کے resources. بہت limited ہیں اس لئے یہ پیسہ کسی اور محکمہ کو دیا جائے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

Senator Wasim Sajjad: Sir, No. 1. My learned friend Mr. Latif Khosa had referred to individual cases and he has some grievances. He

has also shown great respect to the superior judiciary of Pakistan. It is not appropriate for me to comment on pending cases. Since he has great respect to the judiciary, I am sure he will file an appeal in this respect and whatever decisions are taken, he will accept them.

No.2. Sir, I just want to make it clear that under the law and under the Supreme Court judgement, there is no requirement that only a Judge of Supreme Court can be the chairman of NAB. The law declares that the person can be appointed as the chairman NAB with consultation of the Chief Justice of Pakistan. He has the term of three years. He can only be removed from his office in like manner as a judge of the Supreme Court. So, I just wanted to make it clear.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. I will now put the recommendations before the House.

(The motions were rejected)

Mr. Acting Chairman: Thank you very meuh everybody. I will now read out the prorogation Order. In exercise of the powers conferred by the Clause-1 of the Article 54 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate session summoned on Saturday 12th of June 2004 on the conclusion of its business.

Sd/-

General Pervaiz Musharraf

President

[The Senate then prorogued sine die]
